درست اردو لکھنا سیکھیں

(صحیح اِملا)

محمد عرفان رامے

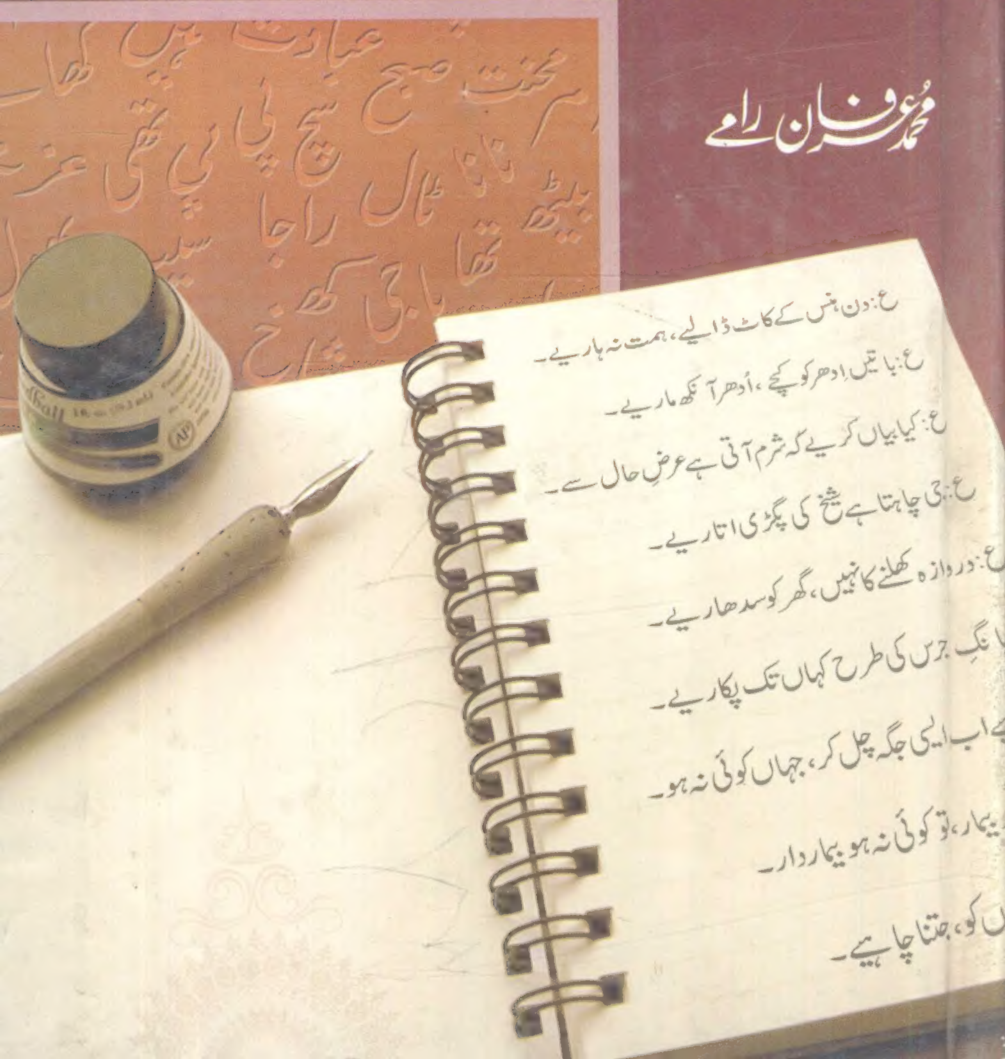
ع: دن ہنس کے کاٹ ڈالیے، ہمت نہ ہاریے۔
ع: باتیں اِدھر کو کیجے، اُدھر آنکھ ماریے۔
ع: کیا بیاں کریے کہ شرم آتی ہے عرضِ حال سے۔
ع: جی چاہتا ہے شیخ کی پگڑی اتاریے۔
ع: دروازہ کھلنے کا نہیں، گھر کو سدھاریے۔
نگِ جرس کی طرح کہاں تک پکاریے۔
ے اب ایسی جگہ چل کر، جہاں کوئی نہ ہو۔
یمار، تو کوئی نہ ہو بیمار دار۔
ں کو، جتنا چاہیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب و سنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد **(Upload)** کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ **(Download)** کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

درست اردو لکھنا سیکھیں؟

(صحیح املا)

در ملکیت
محمد زکریا ملتانی۔

محمد عرفان رامے

رابعہ بک ہاؤس
الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ (پاکستان)

اس کتاب کے کسی بھی حصے کی فوٹو کاپی، سکینگ یا کسی اور طریقہ سے کسی بھی قسم کی اشاعت رابعہ بک ہاؤس کی تحریری اجازت کے بغیر نہیں کی جاسکتی۔

قانونی مشیر: عبدالواحد چوہدری (ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)

A Trustworthy Name for Quality Books
Rabia Research Centre
6-C Tape Road, Lahore-Pakistan. Ph: +92 42 3722 0073
Email: info@rabiabooks.com www.rabiabooks.com
Show Room - Al-Karim Market, Urdu Bazar,
Lahore-Pakistan. Ph: +92 42 37123 555

ہماری مطبوعات کے بارے میں مزید معلومات کے لئے
www.rabiabooks.com سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔
مطبوعات میں بہتری کے لئے یا شکایات کی صورت میں
info@rabiabooks.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ناشر ـــــــــــ نویداے شیخ
ادارہ ـــــــــــ رابعہؓ بک ہاؤس، لاہور
تعداد ـــــــــــ ایک ہزار
سرورق ـــــــــــ آر. بی. ایچ آرٹ سیکشن، لاہور
طابع ـــــــــــ ندیم یونس پرنٹرز، لاہور
قیمت 200 روپے

آفس: رابعہ ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سنٹر 6-C، ٹیپ روڈ، لاہور۔
شو روم: الکریم مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور- پاکستان۔
تقسیم کنندہ:
لاہور: 1- کچہری روڈ، انارکلی۔ فون: +92-42-37355528
کراچی: اُردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان۔ فون: +92-21-32212991
راولپنڈی: اقبال روڈ، نزد کمیٹی چوک۔ فون: +92-51-5539609
حیدرآباد: 5- یوسف چیمبرز، اسٹیشن روڈ۔ فون: +92-22-3780128

انتساب

شاہانہ

کے نام

پیش لفظ

اُردو ہماری قومی اور تہذیبی زبان ہے مگر قیامِ پاکستان کے بعد اِس کے فروغ پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ نصف صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود آج بھی اُردو کی تدریس سے متعلق بہت کم کتابیں منظرِ عام پر آ سکی ہیں۔ اِن حالات میں اپنی قومی زبان کی ترویج اور مقبولیت کے لیے ایک نئے عزم کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔

''درست اُردو لکھنا سیکھیں'' فروغِ اُردو کے لیے ایک چھوٹی سی کوشش ہے جو رابعہ بک ہاؤس کے روحِ رواں نوید اختر شیخ صاحب کی خصوصی دل چسپی کے باعث آپ تک پہنچ رہی ہے۔

اِس کتاب میں اُردو لکھنے سے متعلق اُن مشکلات کو دور کرنے پر خصوصی توجہ دی گئی ہے جو ایک عام قاری ہی نہیں اساتذہ کو بھی درپیش ہیں۔

ادارہ

ترتیب

عنوان	صفحہ
اِملا	9
رسمِ خط	9
صحیح تلفظ	11
خط	12
لفظ	14
نقطے	14
حرفوں کے جوڑ	16
ترکیب	17
حرفوں کی مختلف ترکیبی صورتیں	18
حرفوں کی تختیاں	25
الف اور ہائے مختفی	27
مقامات کے نام	29
ہندی کے چند الفاظ	30
عربی کے کچھ الفاظ	30
لفظ ”اللہ“	31

عنوان	صفحہ
لکھنے میں ’’ی‘‘ پڑھنے میں ’’الف‘‘	31
متفرق الفاظ	34
حروف قمری و شمسی	36
ت، ۃ	38
ذ، ز، ژ	41
فارسی کے مصدر	44
س، ش، ص، ک	47
نون	49
واو	57
واوِ معدولہ	59
ہ	60
کہنی دار ’’ہ‘‘	61
’’ہ‘‘ اور ’’ح‘‘ کا استعمال	62
ہائے مختفی اور ’’الف‘‘	63
ہائے مختفی اور ’’یے‘‘	63
ہائے مخلوط (ھ)	65
ہمزہ	68
’’ہمزہ‘‘ اور ’’واو‘‘	69
واو متحرک	76
’’الف‘‘ اور ’’واو‘‘ یک جا	77

عنوان — صفحہ

ہمزہ کے ساتھ لکھے جانے والے نام 77
عطف کی صورت میں 77
ہمزہ اور ہائے مختفی 80
ہمزہ اور ’’ی‘‘ 80
اضافت 85
لفظ کے آخر میں ’’یا‘‘ کا استعمال 93
لفظ کا آخری حرف ’’ش‘‘ 95
لفظ کے آخر میں ’’یت‘‘ کا استعمال 97
دو ’’ی‘‘ کا استعمال 97
لاحقہ ’’یل‘‘ 98
انگریزی لفظ شیکسپیر وغیرہ 98
اسمِ فاعل میں ’’ہمزہ‘‘ کا استعمال 99
مغلئی اور سرمئی جیسے لفظ 100
ی۔ ے 101
’’ی‘‘ اور زیر کا استعمال 102
گنتیاں 103
اعدادِ ترتیبی 106
لفظوں کو ملا کر لکھنا 107
اعراب 113
علامات 114
رموزِ اوقاف 117
ضمیمہ الفاظ (متفرق الفاظ) 123

اِملا:

لفظ میں حرفوں کے صحیح صحیح استعمال کو اِملا کہا جاتا ہے یعنی جس لفظ میں حروف کی تعداد اور ترتیب بالکل درست ہو اور ان حروف کے جوڑ پیوند بھی ٹھیک ہوں تو کہا جائے گا کہ اُس لفظ کی اِملا درست ہے۔ لیکن اگر اُس لفظ میں حروف کی ترتیب، تعداد اور جوڑ پیوند ٹھیک نہیں ہوں گے تو وہ لفظ غلط شمار کیا جائے گا۔

اِملا کی تعریف یوں بھی کی گئی ہے کہ “اِملا لفظوں کی صحیح تصویر کھینچنا ہے۔”

رسمِ خط:

جو طریقہ اُن حرفوں کو لکھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے وہ “رسمِ خط” کہلاتا ہے۔

یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ اِملا میں تو اصلاح ہو سکتی ہے مگر رسمِ خط میں اصلاح ممکن نہیں ہے۔ رسمِ خط یا تو رہے گا یا نہیں رہے گا۔ چوں کہ حرفوں کی صورتیں نہیں بدل سکتیں اس لیے رسمِ خط بھی نہیں بدلے گا۔

اِملا میں تصحیح کی ضرورت اِس لیے پیش آتی ہے کہ کچھ لوگ بعض لفظوں کو غلط طور پر لکھنے لگتے ہیں۔ شروع شروع میں غلط لکھنے والوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہی چند لوگوں کا غلط لکھا سند بننے لگتا ہے اور بہت سے دوسرے لوگ بھی یہی غلطیاں کرنے

لگتے ہیں۔ اس کی ایک عام مثال لفظ ‘‘منہدی’’ ہے جس میں ‘‘ن’’، ‘‘ہ’’ سے پہلے لکھا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے مُنہ یا مینہ میں ‘‘ن’’، ‘‘ہ’’ سے پہلے لکھا جاتا ہے۔

‘‘منہدی’’ ایک عام استعمال کا لفظ ہے مگر بعض لوگ اِسے ‘‘مہندی’’ یعنی ‘‘ن’’، ‘‘ہ’’ کے بعد لکھتے ہیں۔ جو یقیناً درست نہیں ہے۔ اِملا میں اس غلطی کا آغاز بھی اسی طرح ہوا ہوگا کہ چند لوگوں نے اس لفظ کو ‘‘مہندی’’ لکھنا شروع کر دیا ہوگا۔

اِس قسم کی غلطیوں کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ لفظوں میں اکثر حرف ملا کر لکھے جاتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ حروف چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

مثال کے طور پر لفظ ‘‘منہدی’’ کو دیکھیے۔ یہ لفظ پانچ حروف کا مجموعہ ہے جن میں سے ‘‘ی’’ تو سالم ہے مگر باقی چار الفاظ کچھ نہ کچھ صورت بدل کر آئے ہیں۔ اِسی وجہ سے امکان رہتا ہے کہ بے توجہی کے سبب سے، لاعلمی کے باعث یا پھر جلدی میں کسی حرف کی جگہ بدل جائے۔

بعض اوقات اِس کا بھی امکان رہتا ہے کہ حرف ہی بدل جائے یا کوئی حرف کم یا زیادہ ہو جائے۔ مثلاً ‘‘لیے’’ میں ایک ‘‘ل’’ اور دو ‘‘ی’’ ہیں (ل ی ے)۔ اِس کو ‘‘لئے’’ اور ‘‘لیئے’’ بھی لکھا جاتا ہے۔

یا جیسے ایک شخص ‘‘پایل’’ لکھتا ہے اور دوسرا ‘‘پائل’’۔ اِسی طرح صحیح لفظ ‘‘ازدحام’’ ہے۔ اِس کو اژدہام’’ اور ‘‘ازدہام’’ بھی لکھ دیا جاتا ہے۔ اِسی طرح حضرت ابراہیمؑ کے والد یا چچا کا نام ‘‘آزر’’ ہے اِس کو ‘‘آذر’’ فرض کر لیا جاتا ہے۔

کسی بھی زبان کے لیے اور اُس کے لکھنے والوں کے لیے یہ بات ہرگز باعثِ فخر نہیں ہے کہ معمولی معمولی لفظوں کو صحیح طور پر نہ لکھا جائے یا پھر ایک ہی لفظ کو بہت سے لوگ مختلف طرح لکھیں اور یہ بات کسی کو معلوم نہ ہو کہ لفظ کی درست اِملا کیا ہے۔

صحیح تلفظ:

اگر کوئی شخص ''نان'' کو ''پان'' بولے تو کہا جائے گا کہ یہ تلفظ غلط ہے۔ بولنے والے کو جس طرح لفظ کے معنی معلوم ہونا چاہیے اسی طرح لکھنے والے کو لفظ کا املا معلوم ہونا چاہیے۔ جس طرح ''قلم'' کی جگہ ''پنسل'' بولنا صحیح نہیں اسی طرح ''قلم'' کو ''کلم'' لکھنا بھی درست نہیں ہوگا۔

اضافے کی صورت میں لفظ کے آخری حروف پر زیر آجاتا ہے' یہ مانا ہوا قاعدہ ہے۔ مثلاً اضافت کی صورت میں ''منزلِ مقصود'' لکھا جائے گا۔ اگر اِس کو ''منزل مقصود'' لکھا جائے تو ہر شخص یہی کہے گا کہ املا غلط ہو گیا۔

ایسی غلطیاں اکثر دیکھنے میں آتی رہتی ہیں۔ لفظ ''معما'' تو سبھی نے سنا ہوگا' مگر فانی کے اس مشہور شعر کو اگر آپ نے یوں لکھ دیا:

اِک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا
زندگی کا ہے کو ہے، خواب ہے دیوانے کا

اگر آپ شعر کو اسی طرح لکھیں گے تو یہ ضرور کہا جائے گا کہ پہلے مصرعے میں ایک لفظ کا املا غلط ہے۔ ''معمہ'' کوئی لفظ نہیں ہے۔ صحیح صورت ''معما'' ہے یعنی پہلے مصرعے کو یوں لکھنا چاہیے تھا:

اِک معما ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

اضافت کی صورت میں اِس کو ''معمائے حیات'' لکھا جائے گا۔ فرض کر لیجیے کہ کسی شعر میں یہ مرکب آ گیا اور لکھنے والے نے اس کو ''معمہء حیات'' لکھ دیا تو مصرع ہی بحر سے خارج ہو جائے گا۔

یہ تسلیم شدہ بات ہے کہ ابتدائی عمر میں بچے کی آنکھیں جن صورتوں کو بار بار دیکھتی رہتی ہیں تو ذہن کے سادہ و صاف ورق پر وہ نقش اِسی طرح ثبت ہو جاتے ہیں۔ یہی حال املا کا ہے۔

ابتدائی تعلیم کے زمانے میں جب اِملا کی خاص طور پر مشق کرائی جاتی ہے اور بہت سے لفظوں کے ہجے بھی کرائے جاتے ہیں تو اکثر لفظوں کی تصویر ذہن کے پردے پر اُتر آتی ہے۔

طالب علم کسی بھی لفظ کو اُسی طرح لکھنا سیکھے گا جس طرح وہ لفظ کتاب میں لکھا ہوا ہے یا پھر اُستاد اپنے شاگرد کو کاپی پر یا تختہ سیاہ پر جس طرح لفظ لکھنے کی مشق کروائے گا۔ شاگرد بھی اس طرح اِملا لکھے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ نا صرف نصابی کتابوں میں الفاظ کی اِملا کا خاص خیال رکھا جائے۔ بلکہ اساتذہ بھی الفاظ کے درست تلفظ اور اِملا کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ فرض کر لیجئے کہ کتاب میں ''گاؤں'' چھپا ہوا ہے اور اُستاد اپنے قلم سے ''گانو'' لکھتا ہے تو وہ طالب علم کیا کرے گا؟ اُس کا ذہن بری طرح اُلجھ جائے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ لکھنے والے کو ہر لفظ کا صحیح اِملا معلوم ہو۔ اِس کے ساتھ ساتھ صحتِ اِملا سے متعلق ضروری باتیں بھی اُس کے علم میں ہوں۔

خط

''خط'' اصطلاحی لفظ ہے۔ لکھاوٹ کی کسی خاص روش کے لیے اِس لفظ کو استعمال کیا جاتا ہے۔ ہر زبان میں خط تو ایک ہی ہوتا ہے مگر لکھاوٹ کے انداز ایک سے زیادہ ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر ہم انگریزی کی چھپی ہوئی کتابوں کا جائزہ لیں کتابوں میں چھپی ہوئی عبارت اور ہاتھ سے لکھی ہوئی عبارت کے لکھنے کا انداز تو مختلف ہوگا مگر رسمِ خط ایک ہی ہوگا۔

اُردو میں دو خط رائج ہیں:

① خطِ نسخ

② خطِ نستعلیق

خطِ نسخ اور خطِ نستعلیق کی پہچان کے لیے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اُردو ٹائپ کی چھپائی خطِ نسخ میں ہوتی ہے جب کہ باقی سب کاموں مثلاً خط لکھنا، حساب کتاب وغیرہ کے لیے خطِ نستعلیق استعمال کیا جاتا ہے۔ طالب علم شروع ہی سے خطِ نستعلیق کو سیکھتا ہے اور پھر عمر بھر اِسی خط

میں سب کچھ لکھتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحتِ اِملا میں اصل اہمیت خطِ نستعلیق کی ہے۔

چند سال پہلے تک خطِ نسخ اور خطِ نستعلیق کے علاوہ ایک خط اور بھی استعمال کیا جاتا تھا جسے خطِ شکستہ کہتے تھے۔ یہ خط دفاتر میں استعمال ہوتا تھا۔ یہ تیز لکھائی کے لیے بہت کارآمد تھا۔ اس میں لمبی لمبی آڑھی ترچھی کششیں ہوتی تھیں اور بہت سے حرف ایک دوسرے سے ملا کر لکھے جاسکتے تھے۔ مگر موجودہ دور میں اس خط کا استعمال نہ ہونے کے برابر رہ گیا ہے کیوں کہ کمپیوٹر کی آمد کے بعد دفاتر میں کام کرنے کا انداز بالکل بدل کر رہ گیا ہے۔ اب خط شکستہ کا ثبوت صرف پرانے کاغذوں اور تھانوں کی پرانی رپٹوں میں ہی ملتا ہے۔ خطِ شکستہ اب چلن میں نہیں رہا مگر آج بھی بعض لوگ عبارت کو ''گھسیٹ'' میں لکھتے ہیں یہ اسی خط کا اثر ہے۔

خطِ نسخ اور خطِ نستعلیق میں حرفوں کے جوڑ ذرا الگ الگ ڈھنگ سے لگتے ہیں۔ خطِ نسخ میں حرفوں کے دائروں میں چپٹا پن ہوتا ہے۔ اِس کے برعکس خطِ نستعلیق کے دائروں میں گولائی یا بیضاویت ہوتی ہے۔

خطِ نسخ اصل میں عرب کی دین ہے۔ اُس زمانے میں عربوں کی زندگی میں سادگی تھی۔ وہی سادگی اور یک سانی اس خط میں بھی ہے۔

خطِ نستعلیق ایران سے آیا ہے اور اس میں ایرانی مزاج کی نفاست پسندی، صناعی حُسن پسندی اور نقش گری کی نمود ہے۔ نسخ میں قلم بدلتا نہیں بلکہ شروع سے آخر تک یک سانی رہتی ہے۔ جب کہ خطِ نستعلیق میں لکھی ہوئی عبارت کو دیکھئے تو صاف معلوم ہوگا کہ اس میں قلم بدلتا رہتا ہے۔ جس سے کشش میں اُتار چڑھاؤ نمایاں ہوتا ہے۔ کہیں پورا قلم لگایا جاتا ہے، کہیں نصف اور کہیں اُس سے کم، مثال کے طور پر حرف ج کو ذرا غور سے دیکھئے۔ صاف معلوم ہوگا کہا اُس کے سر، گردن اور دَور میں قلم کا پیمانہ مختلف ہے۔ یہی صورت مختلف حرفوں کے جوڑ میں ہوتی ہے۔ خطِ نستعلیق میں عام آدمی کا قلم بے تکلفی کے ساتھ چلتا ہے۔ اِس لیے اِن امور کا صحیح طور پر اندازہ

نہیں ہوتا، مگر جب خوش نویس کچھ لکھتا ہے تو سارے محاسن پورے طور پر نمایاں ہو جاتے ہیں۔

جتنے بھی خط عرب اور ایران میں ایجاد ہوئے ہیں خطِ نستعلیق ان میں سب سے خوب صورت تصور کیا جاتا ہے۔ اِسی وجہ سے اِس کو ”عروس الخطوط“ بھی کہا گیا ہے۔ خطِ نسخ اور خطِ تعلیق دو پُرانے خط تھے۔ خطِ نستعلیق کی نمود انہی دونوں کے امتزاج سے ہوئی ہے۔ اِس کے نام میں بھی اُن دونوں خطوں کا نشان موجود ہے یعنی:

نسخ۔ تعلیق = خطِ نستعلیق

لفظ نستعلیق اُردو میں مہذب اور متین کا ہم معنی بھی ہے۔ اُردو میں عام طور پر لکھائی میں خط نستعلیق استعمال ہوتا ہے۔ اسی لیے جب صحتِ اِملا کی بات ہوتی ہے تو حرفوں کے جوڑ پیوند کی حد تک خطِ نستعلیق ہی زیرِ بحث ہوتا ہے۔

لفظ

حرف دو ہوں یا زیادہ، اُن کا مجموعہ ”لفظ“ کہلاتا ہے۔ ایسے حرف زیادہ ہیں جو ملا کر لکھے جاتے ہیں۔ حرفوں کو ایک دوسرے سے ملا کر لکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اُن کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی صورت میں لایا جائے۔

جیسے ایک حرف ہے ”ب“۔ جب یہ لفظ کے آخر میں آتا ہے تو اِس کو اِسی طرح لکھا جاتا ہے۔ جیسے اب، جب۔ مگر جب یہ شروع میں یا بیچ میں آتا ہے تو الگ الگ حرفوں کے ساتھ اِس کی الگ الگ شکلیں بن جاتی ہیں۔ جیسے: اب، بت، جبر یعنی اب اس حرف کی چار شکلیں ہوئیں۔

کسی لفظ میں بس دو حرف ہوں تو عام طور پر اُس کے لکھنے یا پڑھنے میں اُلجھن نہیں ہوتی۔ لیکن اگر کوئی لفظ تین، چار یا اس سے زیادہ حرف کا مجموعہ ہو تو اُلجھن پیدا ہو سکتی ہے۔

نقطے:

ایک لفظ ہے ”بنتا“ اُس میں چار حرف ہیں۔ شروع کے تین حرف (ب، ن، ت)

ایک ہی گروپ کے ہیں ان کے جوڑ ایک ہی طرح لگتے ہیں۔ یعنی یک ساں شوشوں کی صورت میں ان کو لکھا جاتا ہے۔ انہیں بس نقطوں کی مدد سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر نقطے صحیح طور پر نہ رکھے جائیں یا صحیح جگہ پر نہ ہوں تو ظاہر ہے کہ لفظ کی لکھاوٹ غلط ہو جائے گی۔ کوئی شخص اٹکل سے صحیح پڑھ لے تو پڑھ لے ورنہ عام طور پر اُس لفظ کو غلط ہی پڑھا جائے گا۔ جب اُسے غلط پڑھا گیا تو معنی بھی بدل جائیں گے جیسے ایک لفظ ہے ''نبی'' (ن، ب، ی) اِس میں ''ن'' اور ''ب'' کے نقطے اِدھر اُدھر ہو جائیں تو یہ آسانی کے ساتھ ''بنی'' (ب، ن، ی) بن سکتا ہے۔

اِس کی اہمیت یوں بھی بڑھ جاتی ہے کہ کئی حرف ایسے ہیں جن کو صرف نقطوں کی مدد سے پہچانا جاتا ہے۔ انگریزی ہندی وغیرہ کے ایسے لفظ جن سے عام طور پر لوگ واقف نہیں ہوتے ایسے لفظوں کو پڑھنے میں کبھی محض اس لیے مشکل پیش آتی ہے کہ نقطے صحیح جگہ پر نہیں ہوتے۔ اِس سلسلے میں لوگوں کے اور جگہوں کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

اُردو رسمِ خط کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں اختصار کو بہت دخل ہے یعنی کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ الفاظ کو لکھا جا سکتا ہے۔ مگر نقطوں کے بے جگہ ہونے سے یہ خوبی، خامی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

رسمِ خط کو تو بدلا نہیں جا سکتا۔ البتہ اِس کا اہتمام کیا جا سکتا ہے کہ محض نقطوں کی وجہ سے غلط خوانی کا سامان فراہم نہ کیا جائے۔ جن لوگوں کو پرانی تحریریں پڑھنے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے اُن کو خوب معلوم ہوگا کہ بہت سے مقامات پر محض نقطوں کے نہ ہونے سے یا غلط جگہ پر ہونے سے عبارت کو پڑھنا ایک مصیبت سے کم نہیں ہوتا۔ پرانے لوگ بہت سے نقطوں کو غائب کر دیا کرتے تھے۔ آج کل نقطوں کو غائب تو نہیں کیا جاتا مگر بہت سے مقامات پر بے پروائی کی وجہ سے یا جلدی میں وہ جگہ سے بے جگہ ضرور ہو جاتے ہیں۔ اس کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔

حرفوں کے جوڑ:

نقطوں کے بعد سب سے اہم چیز حرفوں کے جوڑ ٹھیک ہونا ہے۔ لفظوں میں سالم حروف کم آتے ہیں کیوں کہ زیادہ حرفوں کو ملا کر لکھا جاتا ہے اور اِس وجہ سے حرفوں کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔ یہ بات معلوم ہونا ضروری ہے کہ کس حرف کا جوڑ کس طرح لگتا ہے اور کہاں پر شوشہ کس طرح نمایاں ہوگا؟

اِس سلسلے میں دو باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

① قلم کو احتیاط کے ساتھ چلایا جائے۔

② طالب علم کو شروع میں مختلف حرفوں کے جوڑوں کی مشق کرائی جائے۔

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، خطِ شکستہ کا استعمال اب تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ اُس دَور میں لمبے لمبے ترچھے ترچھے حرف بنا کرتے تھے۔ وہ خط تو اب بہت کم استعمال ہو رہا ہے۔ مگر اُس کی کچھ کششیں عام تحریر میں اُبھر آیا کرتی ہیں۔ عام لکھاوٹ میں بہت سے حرف آڑے ترچھے بن جاتے ہیں جن میں جوڑ اور نقطے، دونوں کی شکلیں بگڑ جاتی ہیں۔

جلدی میں اپنی کاپی میں آپ جو لکھیں اور جیسے لکھیں، آپ جانیں اور آپ کا کام مگر جب کسی کو خط لکھا جائے، کوئی مضمون لکھا جائے، امتحان کی کاپی میں جوابات لکھے جائیں یا کچھ اور لکھا جائے جو سب کے لیے ہو تو اِس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ حرفوں کے جوڑ قاعدے کے مطابق ہوں اور شوشے بھی ٹھیک ٹھاک ہوں۔ یہ نہ ہو کہ ''صبح'' کو ''صبح'' لکھ دیا جائے اور یہ بھی نہ ہو کہ آپ کی تحریر کسی ڈاکٹر کا نسخہ دکھائی دے جسے کیمسٹ کے سوا کوئی نہ پڑھ سکے۔

مشہور حکایت ہے کہ ایک اَن پڑھ شخص ایک صاحبِ علم کے پاس خط لکھوانے کے لیے آیا۔ اُن صاحب نے کہا: ''بھائی! میں تمہارا خط تو لکھ دیتا ہوں مگر میری ٹانگ میں درد ہے، میں چل پھر نہیں سکتا۔'' اُس نے حیران ہو کر پوچھا کہ خط لکھنے کو ٹانگ کے درد سے کیا نسبت ہے؟

انھوں نے جواب دیا کہ جب میں کسی کو خط لکھتا ہوں تو پھر پڑھنے کے لیے بھی مجھے ہی جانا پڑتا ہے۔

آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ جب کوئی شخص کسی کو برا بھلا کہہ رہا ہو تو اچھے خاصے آدمی کا چہرہ بگڑ جاتا ہے۔ آنکھیں بھیانک ہو جاتی ہیں اور منہ عجیب سا بن جاتا ہے۔ بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بدزبانی سے جس طرح چہرے کے خدوخال بدل جاتے ہیں اُسی طرح تحریر کے بگاڑ سے لکھنے والے کی شخصیت گہنا جاتی ہے اور پڑھنے والا سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ تحریر لکھنے والا یا تو اول جلول ہے یا بہت بے پروا، یا پھر اُس کے دل میں مکتوب الیہ کے لیے مروت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

یہ بات ممکن نہیں ہے کہ ہر لکھنے والے کا خط بہت اچھا ہو۔ مگر لاپروائی سے لکھنے اور خط اچھا نہ ہونے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ لہٰذا اِس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ خط جیسا بھی ہو مگر لفظ میں شامل حرفوں کی ترتیب درست ہونا ضروری ہے۔ اِس کے علاوہ نقطے صحیح جگہ پر ہوں اور تحریر میں جلد بازی یا بے پروائی کا پیدا کیا ہوا آڑا ترچھا پن نہیں ہونا چاہیے۔

ترکیب:

ایک حرف کا دوسرے حرف سے ملنا ترکیب کہلاتا ہے۔ ترکیب کی تین صورتیں ہیں:

① ترکیبِ سابق

② ترکیبِ لاحق

③ ترکیبِ طرفین

ترکیبِ سابق:

ترکیبِ سابق کا مطلب یہ ہے کہ حرف اپنے سے پہلے والے حرف کے ساتھ ملے۔ جیسے ''جب'' میں ''ج'' کا ''ب'' سے ملنا۔

ترکیبِ لاحق:

حرف کا اپنے سے بعد والے حرف سے ملنا ترکیبِ لاحق کہلاتا ہے۔ جیسے ''دِن'' میں ''د'' کا ''ن'' سے ملنا۔

ترکیبِ طرفین:

حرف کا دونوں طرف سے ملنا ترکیبِ طرفین کہلاتا ہے، جیسے ''قمر'' میں ''ق'' کا ''م'' اور ''ر'' سے ملنا۔

یاد رہے کہ نو حرف ایسے ہیں جو اگلے حرف سے ملا کر نہیں لکھے جا سکتے۔ یہ حرف ہیں: ا، د، ڈ، ذ، ر، ڑ، ز، ژ، و۔ جب یہ حرف کلمے میں واقع ہوتے ہیں تو وہاں پر اُس لفظ کی ترکیب ٹوٹ جاتی ہے، جیسے: رات، پانی، سکول، تولنا۔ اس بات کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ نو حرف صرف ترکیبِ سابق کو قبول کرتے ہیں اور ترکیبِ لاحق سے محروم رہتے ہیں اور اِسی طرح ترکیبِ طرفین سے خود بہ خود محروم ہو جاتے ہیں۔

حرفوں کی مختلف ترکیبی صورتیں:

ب، پ، ت، ٹ، ث، ن، ی؛ یہ سات حرف ترکیب کی صورت میں ٹوٹ کر تین شکلیں اختیار کرتے ہیں:

پہلی شکل:

جب یہ سات حرف، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، و، ی، اِن بارہ حرفوں کے ساتھ ترکیبِ لاحق کے ساتھ آئیں گے تو اِن کی مختصر صورت ہوگی یعنی ایسی صورت میں نقطوں کی مدد سے مختلف حرفوں کا تعین کیا جا سکے گا۔ جیسے نس، نص، یس، تو، بط، بع، بق، تف، پس، بی، نے۔

لیکن یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ ''ی'' اور ''ے'' کے ساتھ اِن سات حرفوں کی یہ صورت اُسی وقت ہوگی جب ''ی'' یا ''ے'' لفظ میں آخری حرف کی جگہ پر آئیں گے۔ جیسے نی، بے، پے وغیرہ اگر ''ی'' درمیانِ لفظ میں واقع ہوگی تو اِس صورت میں اِن ساتوں حرفوں کو شوشے کی صورت میں لکھا جائے گا۔ جیسے: تیمار، نیم، تیمّم، بیمار۔

دوسری شکل:

مذکورہ سات حرف (ب، پ، ت۔۔۔) جب ج، چ، ح، خ، م؛ اِن پانچ حرفوں کے ساتھ ترکیبِ لاحق کے ساتھ آئیں گے تو اِن کی مختصر شکل ہوگی۔ جیسے: تم، رنج، بچ، نم۔

مگر خیال رہے ''ہ'' جب لفظ کے بیچ میں آتی ہے تو اُس کو کُہنی دار لکھا جاتا ہے جیسے: کہنا، کہنی دار ''ہ'' کے ساتھ بھی اِن ساتھ حرفوں کو اِسی طرح ترکیبِ لاحق دی جائے گی، جیسے: یہاں، نہتا، نہانا، تہمت، ٹہلنا پہننا۔ ہائے مخلوط (ھ) کے ساتھ بھی یہی صورت ہوگی جیسے پھونکنا، بھوک، تھکنا۔

تیسری شکل:

باقی حرفوں کے ساتھ ترکیبِ لاحق میں اِن کو شوشے کی صورت میں لکھا جائے گا، جیسے: تن، نل، بدن۔۔۔ ترکیبِ طرفین میں بھی یہ شوشے دار لکھے جاتے ہیں، جیسے: جینا، کٹنا، جتنا۔

ج، چ، ح، خ:

یہ ایک گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ترکیبِ لاحق میں اِن کا ابتدائی حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ جیسے: حاتم، خالو، چلنا، جمنا۔ یہی صورت ترکیبِ طرفین میں رہتی ہے۔ جیسے: کچھ، عجب، مخمل، پیچیدہ۔ ترکیبِ سابق میں یہ پورے لکھے جاتے ہیں جیسے: بچ، نخ، رنج۔

د، ڈ، ذ:

یہ تینوں حرف ایک گروپ کے ہیں اور صرف ترکیب سابق کو قبول کرتے ہیں۔ اس صورت میں ذرا سی تبدیلی یہ ہوتی ہے کہ اِن کا مڑا ہوا سر سیدھا ہو جاتا ہے جیسے عذر، ضد، غدر۔

ر، ڑ، ز، ژ:

یہ بھی صرف ترکیب سابق کو قبول کرتے ہیں اور اس صورت میں ان میں ایک کشش کا اضافہ ہو جایا کرتا ہے۔ جس سے اُتار پیدا ہو جاتا ہے، جیسے: نظر، کمر، اگر، تیر، تر، جڑ، رجز۔

''دال'' اور ''رے'' کے جوڑ میں ایک فرق یہ بھی ہوتا ہے کہ ''ر'' کے سر میں دوسرے حرف کا جوڑ لگایا جاتا ہے، جیسے: نر، حد۔

س، ش، ص، ض:

ترکیب لاحق کی صورت میں اِن حروف کا پہلا جز باقی رہتا ہے، جیسے: سل، شام، صاف ضعیف۔ لیکن یہ خیال رہے کہ ص اور ض میں شوشہ جزوِ حرف ہے۔ یہ ہمیشہ نمایاں رہے گا۔ ترکیب طرفین میں بھی یہ اِسی طرح لکھے جائیں گے، جیسے: کشف، نصف، نسیم، ترکیب سابق میں، باقی حروف کی طرح پورے لکھے جائیں گے۔ جیسے: جس، نص، کش۔

ط، ظ:

یہ دونوں حرف ہر صورت میں اِسی طرح رہتے ہیں جیسے: طرح، بط، نظر۔

ع، غ:

ترکیب سابق اور ترکیب طرفین میں ان کا سر بند رہتا ہے، جیسے: موقع، تعجب، مغلوب۔ ترکیب لاحق میں اِن کا سر کشادہ رہتا ہے، جیسے: عجب، عادت۔

ف:

''ف'' کا سر ترکیبِ سابق اور ترکیب طرفین میں کھل جاتا ہے، جیسے: قفس، کف، ترکیبِ لاحق میں بند رہتا ہے، جیسے: فرصت۔ ترکیبِ لاحق میں ''ف'' کی طرح ''ق'' کا سر بھی بند رہتا ہے، جیسے: قادر۔ ترکیبِ سابق میں ''ف'' کے برخلاف ''ق'' کا سر بند رہتا ہے۔ جیسے: بق۔ ترکیبِ طرفین میں ''ف'' اور ''ق'' دونوں کا سر کُھل جائے گا۔ جیسے: نقش، نفع، شفقت۔

ک، گ:

یہ دونوں حرف جب ''الف'' اور ''لام'' کے ساتھ ترکیبِ لاحق میں آئیں گے تو اُن کی صورت یہ ہوگی: کا، کل، گا، گل۔ ''الف'' اور ''لام'' کے سوا دوسرے حرفوں کے ساتھ ترکیب کی صورت میں اِن کا ابتدائی حصہ آئے گا۔ جیسے: کٹنا، گپ، ٹھگنا، تکنا۔

ل:

ترکیب کی صورت میں اِس کا ابتدائی حصہ باقی رہے گا، جیسے: لانا، تلنا، لکڑی، لگانا۔

م:

ترکیبِ لاحق اور ترکیبِ طرفین میں اِس کا پہلا حصہ باقی رہے گا، جیسے: مارنا، مِٹنا، چمکنا۔ آخر میں اور حروف کی طرح، یہ بھی پورا لکھا جائے گا، جیسے: تم۔

یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ ترکیبِ طرفین میں اس کا سر نیچے کی طرف جھکا رہے گا اور ترکیبِ لاحق میں اوپر کو اٹھا رہے گا، جیسے: ماں، ہمکنا، چمکنا۔ آخر میں اِس کا سر اندر کی طرف جھکا رہے گا جیسے تم، ہم۔

ہ:

ترکیبِ لاحق میں یہ ''ب'' وغیرہ کے شوشے کی طرح آئے گا، جیسے: ہوا، ہم۔ شوشے کے نیچے ایک اور شوشہ بنایا جائے گا جسے لٹکن بھی کہتے ہیں۔

ترکیبِ طرفین میں اس کی صورت بدل جاتی ہے اور اِس صورت کو کُہنی دار کہا جاتا ہے جیسے: کہنا، بہت، لہنگا۔

ترکیبِ سابق میں اس کی صورت ایک شوشے سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ اگر ''ہ'' ملفوظ ہے (یعنی صاف صاف تلفظ میں آتی ہے) تو اِس کے نیچے شوشہ (لٹکن) ضرور آئے گا، جیسے: جگہ، مہ، تہ، کہ، سہ وغیرہ۔ اگر ہائے مختفی ہے تو شوشہ نہیں آئے گا، جیسے: مے خانہ، پیمانہ، کعبہ۔

لیکن اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے کہ ترکیبِ سابق میں ''ہ'' کے ساتھ اور سب حرفوں کے جوڑ کے لیے اِس حرف اور ''ہ'' کے بیچ میں (ہائے ملفوظ ہو یا ہائے مختفی) کوئی شوشہ نہیں آئے گا۔ یعنی جوڑ ظاہر نہیں ہوگا، جیسے: مہ، تہ، یہ وغیرہ

ہائے مخلوط کو دو چشمی صورت میں لکھا جائے گا، جیسے: دھر، گھر، بھر، ہاتھ۔

یہ قاعدہ ہے کہ حرف جب لفظ کے آخر میں آئیں گے تو اپنی اصل صورت میں لکھے جائیں گے۔ لیکن د، ڈ، ذ، ر، ڑ، ز، ژ، ع، غ، ف، ہ؛ مستثنا ہیں۔

د، ڈ، ذ، میں ابتدائی حصے کی ٹیڑھ کی صورت میں ذرا سی بدل جاتی ہے، جیسے: بد اور

ر، ڑ، ز، ژ، میں کشش میں ذرا سا اضافہ ہو جاتا ہے جیسے: تر۔ ''ع'' اور ''غ'' کی صورت یہ ہے کہ اُن کا سر بند ہو جاتا ہے۔ جیسے: شمع۔ ''ف'' کا سر بند ہے مگر ترکیبِ سابق میں کُھل جاتا ہے۔

حرفوں کی مختلف صورتوں کو مجموعی طور پر نیچے دیکھا جا سکتا ہے۔

حرف	مختلف صورتیں	مثالیں
الف:	ـا	با، جا۔
ب، پ، ت، ٹ، ث:	بـ، ـبـ، ـب	بد۔ بچ، بس۔
ج، چ، ح، خ:	جـ	بچ، جج، تعجب۔
د، ڈ، ذ:	ـد	بد، کھڈ، ابدال۔
ر، ڑ، ز، ژ:	ـر	تر، بڑ، تر، اب، نظر۔
س، ش:	سـ، ـش	سام، شام، سلگنا، مشک۔
ص، ض:	صـ	صاف، صبح، مصفا، مضاف۔
ط، ظ:	ط	بط، طبیعت، بطخ۔
ع، غ:	ـعـ، عـ	عقب، غصہ، شمع، جمع، تعجب۔
ف:	فـ، ـفـ	فوراً، تفریح، کف۔
ق:	قـ، ـقـ	قاف، وقت، تقدیر، عشق۔
ک، گ:	کـ، کـ، گـ، کا، گا	کا، کل، گل، کب، بلکنا۔
ل	لـ	لام۔ الگ، کلب، کلبلانا۔
م:	مـ	مان، ممتا، جماؤ، تیمم۔
ن:	نـ، ـنـ، ـن	نان، نقد، رنج۔
و:	و	وقت، ہوا، بونا۔
ہ:	ـہ، ہـ، ـہـ، ـہ، ھ	ہونا، بہت، جگہ، کعبہ، گھر۔
ی:	یـ، ـیـ، ـی	یار، یخ، لیس، یوسف۔

حرفوں کے جوڑوں میں خیال رکھنا چاہیے کہ شوشے نہ کم ہوں، نہ زیادہ۔

مثال کے طور پر:

ب، پ، ت، ٹ، ث، ن، ی، یہ سات حرف جب ج، چ، ح، خ اور م کے ساتھ ملتے ہیں تو ان کی مختصر صورت یوں ہو جاتی ہے جیسے: بج۔ اب اگر اس سے پہلے ایک اور حرف کا اضافہ کرنا ہو تو صرف اُسی حرف کے شوشے (یا اس کے ابتدائی حصے) کا اضافہ ہو جائے گا۔ جسے بج سے بیج۔ یا جیسے یم سے نیم۔

ہائے مختفی ہو یا ملفوظ، ترکیبِ سابق میں اُس سے پہلے جوڑ کو ظاہر کرنے کے لیے شوشہ نہیں آئے گا۔ جیسے: یہ، بہ، نہ، اِن کو "یہہ، بہہ" لکھنا غلط ہو گا۔ مگر جب حرفِ اول خود "ہ" ہو۔ تب جوڑ کا شوشہ ضرور نمایاں ہو گا، جیسے: امروہہ۔ کہنی دار "ہ" کی صورت ترکیبِ طرفین میں آتی ہے۔ جیسے: کہنا، بہنا۔ اِس لیے کہنا کے امر کو کہہ لکھنا غلط ہو گا۔

* * *

حرفوں کی تختیاں

ذیل میں مختلف حرفوں کی تختیاں لکھی جاتی ہیں۔ ان سے نستعلیق کے جوڑوں کا صحیح صحیح علم ہوگا۔ آخر میں کچھ تین حرفی یا زیادہ حرفوں سے مرکب لفظوں کو بھی لکھا جائے گا۔ تا کہ مختلف جوڑوں کی وضاحت ہو سکے:

با بب بج بد بر بس بص بط
بع بف بق بک بل بم بن بو
بہ بھ بی بے
جا جب جج جد جر جس جص جط
جع جف جق جک جل جم جو جہ
جھ جی جے
سا سب سج سد سر سس سص سط
سع سف سق سک سم سن سو سہ
سی سے
صا صب صج صد صر صس صص صط

صع صف صق صک صل صم صن صو
صہ صی صے

طا طب طج طد طر طس طص طط
طف طق طک طل طم طن طو طہ
طی طے

عا عب عج عد عر عس عص عط
عع عف عق عک عل عم عن عو
عہ عی عے

فا فب فج فد فر فس فص فط
فع فف فق فک فل فم فن فو
فن فی فے

کا کب کج کد کر کس کص کط
کع کف کق کل کم کن کو کہ
کھ کی کے

لا لب لج لد لر لس لص لط
لع لف لق لک لل لم لن لو
لھ لی لے

ما مب مج مد مر مس مص مط
مع مف مق مک مل مم من مو
مہ مھ می مے

نا نب نج ند نر نس نص نط
نع نف نق نک نل نم نن نو نہ
نھ نی نے

ہا ہب ہج ہد ہر ہس ہص ہط
ہع ہف ہق ہک ہل ہم ہن ہو
ہہ ہی ہے

یا یب یج ید یر یس یص یط
یع یف یق یک یل یم ین یو
یہ یھ یی یے

بابت بطخ بصارت پیڑ پتھر پلیٹ پروانہ
یوسف یاسین یعقوب منڈیر گھر یقین ہبوط
تبدیلی تنقید تبصرہ نفرت نظر نظیر نفیر
نذر بدر تعجب عجب حج حاجی سسرال
سمانا شمع عاشق فقیر صاف صبح صید
صیاد ضعیف ملکہ لنکا ماں نماز تمم
نیم ہاشم تلوار تاریخ جلد

الف اور ہائے مختفی

عربی فارسی کے بہت سے لفظ ایسے ہیں جن کے آخر میں "ہ" آتی ہے اور اِس سے پہلے حرف پر زبر ہوتا ہے۔ یہ "ہ" لکھی تو جاتی ہے مگر پڑھنے میں اِس کی آواز "ہ" کی طرح نہیں نکلتی۔ بلکہ وہ اپنے سے پہلے حرف کے زبر کو سہارا دیا کرتی ہے، جیسے:

کعبہ، پیمانہ، پردہ، جلوہ۔ اِس ''ہ'' کو ہائے مختفی کہتے ہیں۔ خیال رکھنے کی بات یہ ہے کہ مختفی ''ہ'' عربی فارسی لفظوں کے آخر میں آتی ہے اور زبانوں کے لفظوں کے آخر میں ہمیشہ الف لکھا جائے گا جیسے: بھروسا، پتا، اُردو، ہندی، انگریزی کے ایسے سب لفظوں کے آخر میں الف آئے گا ایسے کچھ لفظوں کی فہرست نیچے پیش کی جاتی ہے:

اُبالا اُبلنا اَبلا آبا انا آجا آم
آنا انگارہ اکھاڑا اندرسا اڈا انگوٹھا اُپلا
باجرا بٹا باڑا باٹا بتاشا بٹوا بچارا
بھانجا بدلا برامدہ بھتا بلبلا بنجارا بھرتا
بنگلا بچکانا بگولا بھٹا بنگلا بھروسا بھیجا
بیڑا بھوسا

پُلندا پُلیا پیسا پٹکا پُرسا پسینا پَٹا
پانسا پپوٹا پارا پپیتا پتا پٹاخا پٹارا
ٹکا ٹِکیا ٹوٹکا تھانا ٹانکا ٹخنا ٹولا
ٹھپا ٹپکا جانگیا جتھا جھروکا چارا چبوترا
چکما چِلا چونا چھاپا

دوپٹا دلاسا دلیا دوسا دھاگا دھبا دہریا
ڈاکیا ڈبا ڈبیا ڈراما ڈلیا ڈونگا ڈھانچا
ڈھکوسلا راجا رایتا ردا رکشا زنخا زردا
سلفا سلما سمجھوتا سموسا شہدا

کٹورا کٹہرا صافا غُبارا کاکا کانا کرم
کھاجا کیلا کموڈیا کمرا کھاتا کیمرا کیوڑا
گھونسا گھونسلا گتا گملا

②

بہت سے لفظ ایسے بھی ہیں جو دراصل عربی یا فارسی کے ہیں مگر اُردو میں آ کر ان کی شکل صورت ذرا بدل گئی ہے۔ ایسے سب لفظوں کو الف ہی سے لکھا جائے گا جیسے ایک لفظ ہے ''نصیب'' یہ عربی سے آیا ہے۔ اُردو میں اسی سے ''نصیبا'' بنا ہے۔ ایسے کچھ لفظ یہ ہیں:

خرچا خاکا بسترا بعضا پُرسا پسندا نشیلا
نقشا بدلا زنخا نفرا جگرا اِکا

ایسے مرکب لفظوں کے آخر میں بھی الف آئے گا جو اُردو میں بنے ہیں، خواہ اُن کا ایک جز عربی فارسی کا ہو، یا دونوں جز عربی فارسی کے ہوں۔ ایسے کچھ لفظ یہ ہیں:

آب خورا اٹھائی گیرا ادلا بدلا امام باڑا اک منزلا بے سُرا بے پیرا
بے استادا بے اصولا بے صبرا بے فکرا بے مرشدا بے وارثا بے غرضا
جوشیلا چوراہا چوطرفا دوپٹا دورُخا دونسلا دومنزلا
دورنگا دوفصلا شکرپارا شیخی خورا شکرخورا صبح خیزیا کم ہمتا
کپڑا لتا میل خورا ناشکرا ندیدا نودولتا نوگزا نمک پارا

مقامات کے نام

کچھ مقامات کے نام ''ہ'' سے لکھے جاتے ہیں، جیسے:

چکلالہ، نوشہرہ، ہنزہ، وغیرہ۔

ان کو اسی طرح لکھا جاتا رہے گا' یہ خاص نام ہیں۔ لیکن یہ خیال رکھنا چاہیے کہ خاص خاص اور مشہور مقامات کے علاوہ چھوٹے چھوٹے اور کم معروف ناموں کو الف سے ہی لکھنا بہتر ہوگا۔

ہندی کے چند الفاظ

ہندی سے آئے ہوئے کچھ لفظ ایسے ہیں جو کبھی کبھی اُردو کی تحریروں میں، خاص طور پر اخباروں میں آ جاتے ہیں۔ بعض کم، بعض کچھ زیادہ۔ اِن کی صورت یہ ہے کہ اگر ان کو الف کے ساتھ لکھا جائے تو تلفظ بگڑ جائے گا۔ جیسے مشہور بنگالی فلم ڈائریکٹر کا نام "سیتہ جیت رے" ہے۔ اِس کو اگر "ستیا جیت" لکھا جائے تو لفظ بھی اجنبی لگے گا اور تلفظ میں بھی بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔

ایسے لفظوں میں "ی" سے پہلے جو حرف ہوتا ہے آواز اس پر جھٹکا کھاتی ہے اور اِس طرح "ی" پر آواز کا دباؤ بہت کم ہوتا ہے اور اِس بنا پر ہائے مختفی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ایسے لفظوں کو ہائے مختفی کے ساتھ لکھا جائے گا اور یہ استثنا ہو گا۔ خیال رہے ایسے الفاظ بہت کم ہیں اور لفظوں کو اُن پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

اُردو کا ایک لفظ بھی اِسی فہرست میں آتا ہے اور یہ ہے "پر" کا مخفف "پہ" جیسے:

اُس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے۔

یا جیسے: گو واں نہیں، پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں۔ اِس کو بھی اِسی طرح (پہ) لکھا جائے گا اور اِس کا شمار بھی مستثنا لفظوں میں ہو گا۔

عربی کے کچھ الفاظ

عربی کے کچھ لفظ ایسے ہیں جن میں الف لکھا نہیں جاتا، مگر پڑھا جاتا ہے، جیسے: رحمٰن۔ ایسے سب لفظوں کو اب الف کے ساتھ لکھنا چاہیے۔ ایسے چند لفظ یہ ہیں:

اسحاق، اسماعیل، رحمان، زکات، سلیمان، صلات، لقمان، مشکات، یاسین

لفظ ''اللہ''

لفظ ''اللہ'' ایک خاص طرح سے لکھا جاتا ہے۔ اس میں دو لام ہیں۔ ایک لام تو نمایاں ہوتا ہے، مگر دوسرے لام کی جگہ ایک شوشہ سا آتا ہے۔ یہ خاص نام ہے اور اس کی یہی صورت متعارف ہے۔

اِس کو اِسی طرح لکھنا چاہیے، اسی کی ایک صورت ''للہ'' ہے (نسخ میں اس کو للہ لکھا جائے گا) کہا جاتا ہے کہ ''للہ'' تم یہ کام نہ کرو۔ اِس میں دو لام ہیں ایک نمایاں اور دوسرا شوشے کی صورت میں۔ اچھا یہ ہوگا کہ ''اللہ'' کو نستعلیق کے مطابق اِسی طرح لکھا جائے اور اُلجھن سے بچانے کے لیے ''للہ'' کو نسخ میں ''لِلہ'' لکھا جائے اور پہلے لام پر زیر بھی لگا دیا جائے۔ اِس سے اشتباہ ختم ہو جائے گا۔

''اللہ'' کی طرح الٰہ بھی الف کے بغیر لکھا جاتا ہے، اسی سے ''الٰہی'' بنتا ہے۔ ان دونوں لفظوں کی یہ نہایت مانوس صورت ہے۔ اِس لیے اِن کو بھی اِسی طرح لکھنا چاہیے۔

اِسی ذیل میں ایک اور لفظ بھی آتا ہے، وہ ہے ''لہٰذا''، یہ لفظ استعمال میں آتا رہتا ہے اور اِسی طرح لکھا جاتا رہا ہے۔ اِس کو بھی اِسی طرح لکھنا چاہیے۔

اب ایسے مستثنا لفظ یہ ہوئے:

اللہ، للہ، الٰہ (الٰہ آباد)، الٰہی (الٰہیات)، لہٰذا۔

لکھنے میں ''ی'' پڑھنے میں ''الف''

عربی میں ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ لفظ کے آخر میں ''ی'' لکھی جاتی ہے۔ مگر پڑھنے میں الف آتا ہے، جیسے: اعلیٰ۔ ایسے سب لفظوں کے آخر میں اُردو کے قاعدے مطابق ''الف'' لکھنا چاہیے۔ ایسے کچھ لفظوں کو اُردو میں ''الف'' کے ساتھ لکھا بھی جاتا ہے، مثلاً:

اب مولیٰ کی جگہ عام طور پر مولا لکھا جاتا ہے۔ ایسے سب لفظوں کو اب اُردو میں ''الف'' کے ساتھ لکھنا چاہیے۔ ایسے لفظوں کی فہرست یہ ہے:

ادنا، اعلا، اقصا، اَولا، تقوا، تولا، سلما،
شورا، صغرا، طوبا، عُقبا، عزا (لات و عزا)، عُظما،
فتوا، قُوا، کُبرا، کِبرا، لیلا، ماجرا، ماوا،
متبنا، مجتبا، مجلّا، مدعا، مربا، مرتضا، مستثنا،
مسما، مصطفا، مصفا، مصلا، معلا، معما، مقفا،
منقا، مولا، نصارا، ہُدا، ہیولا۔

تین لفظ اور ہیں:

عیساٰ، موساٰ، یحیاٰ۔

یہ خاص نام ہیں۔ ان کو بھی کسی تکلف کے بغیر الف کے ساتھ لکھا جا سکتا ہے۔ ''عیسائی'' اور ''موسائی'' میں تو ''الف'' آ ہی جاتا ہے۔ پھر بھی کچھ لوگ ان کو پرانے طریقے کے مطابق لکھنا چاہیں تو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ اگرچہ اچھا یہی ہوگا کہ ایسے اور الفاظ کی طرح، ان تینوں لفظوں کو بھی ''الف'' کے ساتھ لکھا جائے۔

بدرالدجا، شمس الہدا، نورالہدا، شمس الضحا؛ نام ہیں عربی کے قاعدے سے تو ''بدرالدجیٰ'' لکھنا چاہیے۔ مگر اُردو میں اِن کو سادہ طور پر ''الف'' کے ساتھ ہی لکھنا چاہیے۔

مولانا، علاحدہ، علاحدگی۔

اِن تینوں لفظوں کو بھی اِسی طرح لکھنا چاہیے۔ اِن کا پرانا اِملا'' مولٰینا، علٰیحدہ، علٰیحدگی'' ہے۔

فائدہ:

عربی کے جملوں اور عبارتوں کو عربی کے مطابق لکھا جائے گا۔ اچھا یہ ہوگا کہ عربی کے ایسے ٹکڑوں کو خطِ نسخ میں لکھا جائے، تاکہ وہ ممتاز رہیں۔ عربی کے کئی دعائیہ جملے اُردو میں مستعمل ہیں، جیسے: رحمۃ اللہ علیہ، وغیرہ۔

علیٰ، حتیٰ، الیٰ۔

عربی کے تین کلمے ترکیب کی صورت میں اُردو میں مستعمل ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ایسی ترکیبیں اور ان کا استعمال دونوں محدود ہیں۔ مگر بہ ہر طور کبھی کبھی اِن کو استعمال ضرور کیا جاتا ہے۔ ایسے مقامات پہ اِن مرکبات کی اصل صورت کو برقرار رکھا جائے گا اور اِن کو عربی کے مطابق ہی لکھا جائے گا۔ ایسے کچھ مرکبات یہ ہیں:

علی الصباح،
علی الخصوص،
علی الا طلاق،
علی الاتصال،
علی التواتر،
علیٰ هذا القیاس،
علیٰ وجه البصیرت،
حتی الامکان،

حتی الوسیع
علی الحساب،
علی الترتیب،
علی الاعلان،
علی الددوام،
علی سبیل التعین،
علیٰ وجه لکمال،
حتی المقدور،

اِن سب اجزا کو اسی طرح لکھا جائے گا۔ اِس کا خیال رکھا جا سکتا ہے کہ امکان بھر ایسے ٹکڑوں کو عبارت میں نہ لایا جائے۔ یہ کچھ مشکل نہیں، مثلاً:

"حتی المقدور" کی جگہ بہ آسانی "مقدور بھر" لکھا جا سکتا ہے۔

متفرق الفاظ

درج ذیل الفاظ کے آخر میں ''الف'' ہے۔ ان کو کچھ لوگ ''ہ'' سے بھی لکھ دیا کرتے ہیں۔ یہ غلط ہے ان کے آخر میں ہمیشہ الف آئے گا۔

حلوا، خرما، سقا، شوربا، عاشورا، قورما، معما،

الغوزا، الجبرا، بقایا، تماشا، تقا، تمغا، چغا،

مربا، ناشتا، ملغوبا۔

''طالب'' کی جمع ''طلبہ'' ہے اس کو ''طلبا'' نہیں لکھنا چاہیے۔ مثلاً:

''درجہ پنجم کے طلبہ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔''

اِس کو اِس طرح لکھنا کہ ''درجہ پنجم کے طلبا نے فیصلہ کیا ہے'' غلط ہوگا۔

اِسی طرح صوفی کی جمع صوفیہ ہے۔ جیسے: ''صوفیہ کرام نے کہا ہے'' اِس کو صوفیا لکھنا ٹھیک نہیں ہے۔ اِسی طرح ''دوا'' کی جمع ''ادویہ'' ہے البتہ ''عزیز'' کی جمع ''اعزہ'' بھی ہے اور ''اعزا'' بھی۔ اِس کو دونوں طرح لکھا جا سکتا ہے۔

چند الفاظ ایسے بھی ہیں جو ایک معنی میں ''الف'' سے اور ایک معنی میں ''ہ'' سے صحیح ہیں۔ اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ جملے میں صحیح لفظ کو استعمال کیا جائے۔ بے احتیاطی کی وجہ سے معنی بدل سکتے ہیں اور ختم بھی ہو سکتے ہیں یعنی یہ ہو سکتا ہے کہ غلط اِملا کے سبب معنی ہی چوپٹ ہو جائیں ایسے خاص خاص لفظ یہ ہیں:

آسیا: چکی۔ آسیہ: فرعون کی بی بی کا نام۔
پارا: جسے فارسی میں ''سیماب'' کہتے ہیں۔ پارہ: ٹکڑا۔
چارا: جانوروں کی خوراک کے کام آتا ہے۔ چارہ: تدبیر
خاصا: جیسے اچھا خاصا۔ خاصہ: وہ نفیس چیز جو بادشاہوں یا امرا کے لائق ہو۔

دانا: عقل مند، جاننے والا۔	دانہ: جیسے آب و دانہ۔
سایا: ایک معروف پوشاک۔	سایہ: جیسے دیوار کا سایہ۔
شیوا: فصیح و بلیغ۔	شیوہ: ناز و کرشمہ، طرز و روش وغیرہ۔
زہرا: حضرت فاطمہؓ کا لقب۔	زہرہ: ایک مشہور ستارے کا نام۔
لالا: روشن، چمک دار موتی کی صفت۔	لالہ: مشہور پھول۔
میانا: ایک طرح کی پالکی۔	میانہ: جیسے: میانہ قد، میانہ روی۔
نالا: ندی نالا	نالہ: نالہ و فریاد

نا: تاکید کے لیے، جیسے کھاؤ نا، دیکھو نا۔ جیسے ہم تم کو کہتے تھے نا، اب دیکھا روپے مل گئے نا۔

نہ: نفی کے لیے، جیسے نہ کرو، نہ جاؤ۔

اِسی قسم کے دو اور لفظ بھی ہیں: اَش اَش اور لال اور لعل۔

اَش اَش: اَش اَش کرنا یا اَش اَش کر اُٹھنا، اِسی سے بنتے ہیں اِس میں دونوں جگہ الف ہے اِس کو ''ع'' سے ''عش عش'' لکھنا صحیح نہیں ہے۔

لال:

مشہور رنگ، ایک چھوٹا سا خوب صورت پرندہ۔ بیٹے اور لڑکے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ ایک اور لفظ ہے لعل اب اِن دونوں لفظوں کے استعمال میں اِس طرح امتیاز کرنا چاہیے کہ رنگ، پرندے اور لڑکے کے معنوں میں لال لکھنا چاہیے۔ جیسے:

میرے لال، لال رنگ، لال اُڑ گئے، اور مشہور قیمتی پتھر کے معنی میں ''لعل'' لکھنا چاہیے، جیسے:

لعل و گوہر، لبِ لعلین، لعلِ لب

ناموں میں ''لال'' لکھنا چاہیے، جیسے:

لال خان، لال دین، موتی لال،
لال بہادر، لال شاہ، لال محمد۔

حروفِ قمری و شمسی

ایسے مرکب لفظ اُردو میں اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں جنہوں نے عربی قاعدے کے مطابق ”الف لام“ کے ساتھ ترکیب پائی ہے، جیسے: عظیم الشان، اختر الایمان۔

ایسے مرکب لفظوں کی دو صورتیں ہیں۔ کچھ لفظوں میں الف اور لام دونوں تلفظ میں نہیں آتے۔ جیسے عظیم الشان (عظیم۔ال۔شان) اور کچھ مرکبات میں لام شامل تلفظ رہتا ہے۔ جیسے شمس الہدا (شمس۔ال۔ہدا)۔

الف لام کی ترکیب کے لحاظ سے حروفِ تہجی کی دو قسمیں کی گئی ہیں۔

① حروفِ شمسی

② حروفِ قمری

حروفِ شمسی، وہ حروف ہیں کہ اِن سے پہلے جب ”الف لام“ آتا ہے تو ”لام“ تلفظ میں شامل نہیں ہوتا۔ یہ حرف ہیں:

ت، ث، د، ذ، ر، ز، س، ش

ص، ض، ط، ظ، ل، ن۔

جیسے: بالترتیب، مسیح الزماں، عبدالسمیع۔

حروفِ قمری، وہ حرف جن سے پہلے اگر ”الف لام“ آتا ہے تو ”لام“ تلفظ میں شامل رہتا ہے۔ یہ حرف ہیں:

ب، ج، ح، خ، ع، غ، ف، ق،

ک، م، و، ہ، ی۔

جیسے: عبدالغفور، عبدالرشید، عبدالجبار۔

مناسب یہ ہوگا کہ نصابی کتابوں میں ایسے مرکب لفظوں میں ”لام“ اگر ساکن ہو تو اس

پہ جزم لگا دیا جائے اور ''الف'' سے پہلے والے حرف پر زبر زیر جو بھی ہو، اِس کو لگا دیا جائے، جیسے: ملک الموت اور جن لفظوں میں ''الف'' اور ''لام'' دونوں خاموش حروف کے طور پر آتے ہیں اِن میں ''الف'' سے پہلے حرف پر اس کی حرکت کو واضح کیا جائے اور ''لام'' کے بعد جو حرف ہو اُس پر تشدید لگائی جائے جیسے: بالترتیب، والشمس۔

ہاں، ایک لفظ ہے: انا الحق، یہ عربی کا ٹکڑا ہے۔ مگر اُردو میں مستعمل ہے اس میں دو ''الف'' یک جا ہیں اور ایک لفظ ''انا'' کے آخر میں ہے۔ جو اِس لفظ کا جز ہے اور دوسرا ''الف'' ''الحق'' کے شروع میں ہے۔ جلدی میں کبھی اس کو ''انالحق'' لکھ دیا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اِسی طرح ''عبداللطیف'' کو کبھی ''عبدالطیف'' لکھ دیا جاتا ہے۔ یہ بھی ٹھیک نہیں۔ اِس میں ''عبدُ'' اور ''لطیف'' کے بیچ میں ''الف لام'' ترکیب ہے (عبدُ۔ال۔لطیف)۔

* * *

ت، ہ

①

عرب میں ”ت“ کے دو صورتیں ہیں۔ ”ت“ اور ”ۃ“ اِسی لیے آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض لفظوں کے آخر میں گول ”تے“ لکھی ہوئی ملتی ہے۔ جیسے: صلوۃ

لیکن یہ طے شدہ قاعدہ ہے کہ عربی کی ”ۃ“ کو اُردو میں ہمیشہ ”ت“ لکھا جائے گا۔ لہٰذا ایسے تمام لفظوں کے آخر میں ”ت“ لکھنا چاہیے، جیسے:

رحمت اللعالمین، روحت الکبرا، صلات، مشکات،

زکات، بابت، مسمّات۔

②

عربی کا قاعدہ یہ ہے کہ جس لفظ کے آخر میں ”ت“ ہوتی ہے تو تنوین کے دو زبر اس طرح لگائے جاتے ہیں کہ اس ”ت“ کے بعد ”الف“ بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے: وقتاً اور جن لفظوں کے آخر میں ”ۃ“ ہوتی ہے تو اُن میں ”الف“ کا اضافہ نہیں کیا جاتا۔ اِسی ”ۃ“ پر دو زبر لگا دیتے ہیں۔ جیسے: عادۃً، نسبۃً۔

اُردو میں اب ایک طریقہ اختیار کیا جائے گا کہ ایسے لفظوں کے آخر میں ''الف'' بڑھایا جائے گا۔ اس لیے اُردو میں صرف ایک حرف ''ت'' ہے، جیسے:

نسبتاً' حقیقتاً' مروتاً' عادتاً' ضرورتاً' شنایتاً'

فطرتاً' قدرتاً' امانتاً۔

تنوین کا عام قاعدہ یہی ہے کہ دو زبر کے لیے لفظ کے آخر میں ''الف'' بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے: اتفاق سے اتفاقاً۔

③

عورتوں کے ناموں کے آگے ''ن'' لکھا جائے گا۔ جیسے:
سلیمن، کریمن، تمیزن، شبراتن، عظیمن، وغیرہ۔
یہاں تنوین کا کچھ کام نہیں یعنی ''سلیماً'' غلط املا ہوگا۔ صحیح اِملا ''سلیمن'' ہوگا۔

④

کچھ لفظ ایسے ہیں جن کو کبھی ''ت'' سے لکھا جاتا ہے اور کبھی ''ط'' سے ان کی صرف ایک لکھاوٹ کو اختیار کرنا چاہیے اور ان سب کو ''ت'' سے لکھنا چاہیے۔

زیادہ استعمال ہونے والے لفظ یہ ہیں:

تپش، تشت، تشتری، تمانچا، تنبورہ، توطا، توتیا،

تہران، تیار، تیاری، غلتاں، ناتا۔

''طوطا'' اور ''طوطیا'' غلط اِملا ہوگا۔ صحیح اِملا ہوگا: ''توتا'' اور ''توتیا''۔ ایک لفظ ہے

‘‘تلاطم’’۔ اِس میں پہلا حرف ‘‘ت’’ ہے اور چوتھا حرف ‘‘ط’’ ہے۔ اِس کو کبھی ‘‘طلاطم’’ بھی لکھ دیا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں۔ اِس کا صحیح اِملا ‘‘تلاطم’’ ہے۔

اس کا خیال رہے کہ ‘‘ط’’ سے ‘‘طیار’’ کے معنی ہیں: اُڑنے والا۔ اِسی سے ‘‘طیارہ’’ بنتا ہے ہوائی جہاز کے معنی میں۔ آمادہ، مستعد، تندرست وغیرہ کے معنوں میں، تیار لکھنا چاہیے۔ جیسے میں بازار جانے کے لیے تیار ہوں۔ سفر کی تیاری، وغیرہ۔

* * *

ذ، ز، ژ

①

’’ذ‘‘ اور ’’ز‘‘ ان دونوں حرفوں کے سلسلے میں اِملا کی بہت غلطیاں ہوا کرتی ہیں۔ کبھی کبھی تو لفظ کے معنی ہی بدل جاتے ہیں۔ جیسے ایک لفظ ہے ’’گزارش‘‘ اس کے معنی ہیں پیش کرنا عرض کرنا، کہتے نہیں ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اِس کو ’’ذال‘‘ سے ’’گذارش‘‘ لکھا جائے تو یہ دوسرا لفظ بن جائے گا جس کے معنی ہوں گے: چھوڑنا، یا جیسے ’’آذر‘‘ کے معنی ہیں آگ اور ’’آزر‘‘ نام تھا ابراہیمؑ کے چچا یا والد کا۔ اِسی سے ’’بتانِ آزاری‘‘ بنتا ہے۔ ان دونوں حرفوں کے لکھنے میں بہت احتیاط کرنا چاہیے۔

آزر:	حضرت ابراہیمؑ کے والد یا چچا کا نام۔ اس میں ’’زے‘‘ ہے۔
زرتشت:	آتش پرستوں کے پیغمبر کا نام۔
زکریاؑ:	مشہور پیغمبر
آزوقہ:	تھوڑی سی غذا
جزر:	جزرومد، جس کے معنی ہیں: جوار بھاٹا، اُتار چڑھاؤ۔

درج بالا تمام لفظوں میں ''زے'' ہے۔ اب وہ لفظ لکھے جا رہے ہیں جن میں ''ذال'' ہے۔

آذر:	آگ۔
آذر پرست:	آتش پرست۔
آذرکدہ:	آتش کدے کو کہیں گے۔
آذربائیجان:	ایک شہر کا نام
جذب:	اسی سے جاذب بنتا ہے۔ جس کے معنی ہیں ''سیاہی چوس''۔ مجذوب جذبہ، جذبات، سب اسی سے بنے ہیں۔
ابوذرؓ	ایک مشہور صحابی کا نام۔
ذیابیطس:	ایک بیماری کا نام۔
ذی:	جیسے: ذی الشان، ذی علم، ذی فہم۔
بذلہ:	لطیفہ، چٹکلا، مرغوب بات۔
ذرا:	یہ ''ذرہ'' سے بنا ہے جیسے: ذرا سی بات۔
نذیر:	یہ رسول اللہ ﷺ کا نام ہے۔ احمد، محمد، حسن، حسین علی وغیرہ ناموں کے ساتھ ہمیشہ نذیر آئے گا۔ جیسے: نذیر احمد، نذیر حسن، نذیر محمد، وغیرہ۔ ایک دوسرا لفظ ہے ''نظیر'' اس کے معنی ہیں: مثل، طرح۔ اسی سے ''بےنظیر'' بنتا ہے۔ جس کے معنی ہیں ''بےمثل''۔ تخلص کے طور پر نظیر آتا ہے جیسے ''نظیر اکبرآبادی''۔ بےنظیر نام بھی ہے۔ عورتوں کا نام ''نذیرن'' بھی ہوسکتا ہے اور ''نظیرن'' بھی۔ مگر اچھا یہ ہوگا کہ ''نذیرن'' لکھا جائے۔

نذر:	نذر، نذرانہ، نذر نیاز، نذر ماننا، نذر چڑھانا، نذر کرنا۔ ان سب میں نذر ہے۔ ایک اور لفظ ہے ''نظر''، ''نظر گزار'' میں یہ آتا ہے، اور ''نظری'' کے معنی ہیں وہ چیز جو نامنظور کردی گئی ہو۔
جذر:	علم حساب کی ایک اصطلاح ہے۔
جذام:	کوڑھ۔ جذامی، کوڑھی۔
رذیل:	رذالت، رذالا، ارذل: سب سے ''ذال'' ہے۔

* * *

فارسی کے مصدر

فارسی کے پانچ مصدر ہیں:

گذشتن، گذاشتن، گذاردن، پذیرفتن،
گزاردن۔

شروع کے چار مصدروں میں ”ذال“ ہے اور آخری مصدر میں ”زے“ ہے۔ ان سے جو لفظ بنتے ہیں ان کے لکھنے میں اکثر غلطیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔

گذشتن، گذاشتن، گذاردن۔ یہ تینوں مصدر ایک گروپ کے ہیں۔ ان سے جتنے لفظ بنیں گے۔ اُن سب کو ہمیشہ ”ذال“ سے لکھا جائے گا۔ جیسے:

گذشتہ، یارانِ گشتہ، زمانۂ گزشتہ، گذشتگان،
رفت وگذشت، سرگذشت، واگذاشت، گذرگاہ،
راہ گذر، درگزر، راہ گزار، نیزہ گذار،
گذراں، عمرِ گذراں، گذار۔

یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ چلنے، چھوڑنے اور پار کر دینے کے معنی میں گذاردن، گذاشتن، گذشتن کو اور اِن کے مشتقات کو ”ذال“ سے لکھا جائے گا ”گذشتہ“ کے معنی ہیں گزرا ہوا۔

یارانِ گزشتہ: وہ دوست جو اِس دنیا سے جا چکے ہیں۔
سرگذشت: گزری ہوئی باتیں، روداد۔
راہ گذر: راستہ۔
عمرِ گزاراں: گزرتی ہوئی عمر۔
گذرگاہ: راستہ، گزرنے کی جگہ۔

بیٹھے ہیں دل کے بیچنے والے ہزار ہا
گزری ہے اُس کی راہ گذر پر لگی ہوئی

''گزاردن'' کو جب ''زے'' سے لکھا جائے گا تو اِس کے معنی ہوں گے: پیش کرنا، ادا کرنا۔ اِس سے جتنے لفظ بنیں گے اُن کو لازماً ''زے'' سے لکھا جائے گا۔ جیسے:

گزارش، نمازگزار، تہجد گزار، خدمت گزار، مال گزار، شکرگزار۔

''گزارش'' کے معنی ہیں: عرض کرنا، پیش کرنا۔ درخواستوں میں یہ لفظ اکثر لکھا جاتا ہے۔ اِس کو اگر ''گذارش'' لکھا جائے تو پھر اِس کے معانی ہیں ''چھوڑنا''۔ یعنی لفظ ہی بدل جائے گا۔'' اِسی طرح ''نمازگزار'' کے معنی ہوں گے۔ نماز پڑھنے والا اور اِسی کو اگر ''نمازگذار'' لکھا جائے تو اِس کے معنی ہوں گے نماز چھوڑنے والا۔

منظور ہے گزارشِ احوال واقعی
اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے

''پذیرفتن'' کے معنی ہیں: قبول کرنا۔ اِس میں ''ذال'' ہے۔ اِس سے بننے والے سب لفظوں کو ''ذال'' سے لکھا جائے گا جیسے:

پذیرفتہ، پذیرا، پذیرائی، دل پذیر، اثرپذیر، خلل پذیر۔

اُردو کے مصدر گزرنا، گزارنا اور گزارنا؛ سب میں ''زے'' ہے۔ اِن سے جتنے لفظ

بنیں گے سب میں لازماً ''زے'' لکھی جائے گی جیسے:

گزرا، گزرا ہوا، گزر گیا، گزرتے رہنا،
گزار دینا، گزار لینا، گزارا، گزر بسر،
گزار دینا، گزرتے رہنا۔

①

ایک لفظ ہے ''اِزدِحام'' اِس کو کبھی ''ازدہام'' کبھی ''اژدحام'' اور کبھی ''اژدہام'' بھی لکھا جاتا ہے۔ یہ سب غلط صورتیں ہیں۔ صحیح صورت ہے ''ازدحام۔''

رضائی: اِس کو دو طرح لکھا جاتا ہے۔ رزائی، رضائی۔ زیادہ مستعمل صورت ''رضائی'' ہے اور اب اِسی کو ترجیح دینا چاہیے۔

②

''ژ'' فارسی کا خاص حرف ہے۔ مگر یہ اور بہت سے لفظوں میں بھی آتا ہے۔ فارسی کا ایک لفظ ہے ''نژاد''۔ جیسے: حور نژاد۔ اِس کو ''نزاد'' لکھنا ٹھیک نہیں ہے۔

دیکھ آتشؔ کہ ایک حور نژاد
ہے کھڑی دوں کو چق کی اوٹ کھڑی

ٹیلی ویژن، اژدھات، پژمردہ، ژالہ
ژولیدہ، مژہ، مژگاں۔

اِن سب لفظوں میں ''ژ'' ہے۔

* * *

س، ش، ص، ک

①

''س'' اور ''ش'' دندانے دار اور کشش دار میں کچھ فرق نہیں۔ دونوں صورتیں یکساں ہیں۔ کون سی صورت کہاں پر اختیار کی جائے؟ اس کا تعلق اصل میں اِس سے ہے یا ہونا چاہیے کہ لکھنے میں جلدی اور پڑھنے میں آسانی اور پھر یہ کہ خوش نمائی کا تقاضا کیا ہے۔

''س'' کے بعد ایک یا ایک سے زیادہ حرف آئیں جن کو شوشے سے ظاہر کیا جائے تو اس صورت میں اچھا یہ ہوگا کہ دندانے دار ''س'' یا ''ش'' کے بجائے کشش دار ''س'' یا ''ش'' بنایا جائے۔ اس طرح شوشوں کا ہجوم بھی نہیں ہوگا اور غلط نویسی کا امکان کم ہو جائے گا۔ جیسے: سنّا، یاسین۔

اگر دو ''س'' یک جا ہوں۔ اس صورت میں مناسب یہ ہوگا کہ پہلے ''س'' کو کشش دار بنایا جائے اور دوسرا دندانے دار۔ جیسے: سسرال۔

اگر ''ش'' اور ''س'' یک جا ہوں تو اچھا ہوگا کہ ''ش'' کو کشش دار اور ''س'' کو دندانے دار بنایا جائے۔ ہاں لفظ کے متصل ٹکڑوں میں اگر یہ یک جا ہوں اِس صورت میں دونوں کو کشش دار لکھنا کچھ بے جا نہ ہوگا۔

یہ دیکھا جاتا ہے کہ دندانے دار ’’س‘‘ جب لفظ کے شروع یا درمیان میں آتا ہے تو جلدی یا بے پروائی کی وجہ سے کبھی کبھی اِس کا ایک دندانہ غائب ہو جاتا ہے۔ اگر دندانے دار ’’س‘‘ لکھا جائے تو اِس کا ضرور لحاظ رکھنا چاہیے۔

②

قفس: اِس کا املا ’’قفس‘‘ اور ’’قفص‘‘ دونوں طرح درست ہے۔ مگر اب عام طور پر ’’قفس‘‘ لکھا جاتا ہے اور اسی طرح لکھنا چاہیے۔

قسائی: ’’قصاب‘‘ میں ’’ص‘‘ ہے اور ’’قسائی‘‘ کو ’’س‘‘ سے لکھا جائے گا۔

مسالا: اس کا پُرانا اِملا ’’مصالح‘‘ ہے۔ دہلی والے اِسی طرح لکھتے تھے۔ فارسی میں بھی یہی اِملا ہے، مگر اب اُردو میں ’’مسالا‘‘ لکھا جاتا ہے اور اسی طرح لکھنا چاہیے۔

مِسل: جیسے: مقدمے کی مِسل۔ کچھ لوگ اِس کو ’’مثل‘‘ بھی لکھتے ہیں۔ ’’سمن‘‘ اور ’’مسل‘‘ ان دونوں لفظوں میں ’’س‘‘ ہی لکھنا چاہیے۔

③

ص (اِسی طرح ض) کے سلسلے میں یہ بات خاص طور پر ذہن میں رہنا چاہیے کہ شوشہ اِس کا جُز ہے۔ شوشے کے بغیر یہ مکمل نہیں ہوگا۔ لفظ کے شروع یا درمیان میں جب یہ حرف آئے تو اِس کا خیال رکھنا چاہیے کہ شوشہ نہ چھوٹ جائے، جیسے: صبا، صیاد، صبح۔

* * *

ن

①

ایسے بہت سے مصدر ہیں جن میں دو ''نون'' یک جا ہیں۔ جیسے:

بُننا، بَننا، ماننا، جاننا، تاننا، بھوننا وغیرہ۔

اِن میں پہلا ''نون'' اصل لفظ یا مادے کا جز ہوتا ہے اور دوسرا ''نون'' مصدر کی علامت ''نا'' کا ہوتا ہے۔ (بُن + نا = بُننا) ایسے مصادر میں ہمیشہ دو ''نون'' لکھنا چاہیے۔ اِن کو ''بنا'' یا ''بھنا'' وغیرہ لکھنا صحیح نہیں ہوگا۔ محرف صورت میں بھی دو ''نون'' لکھے جائیں گے۔ جیسے سننے میں، ماننے پر، چھیننے تک، بننے کے لیے۔ پہنچاننے پر وغیرہ۔

یہ قاعدہ ہے کہ اگر لفظ دو کلموں سے مرکب ہے اور پہلے کلمے کا آخری حرف اور دوسرے کلمے کا پہلا حرف ہم جنس ہوں تو اِس صورت میں وہ حرف دو بار لکھا جائے گا۔ اِس میں ''ن'' کی قید نہیں۔ کوئی حرف ہو جیسے:

اُس سے، جن نے، اُن کو، اُسے، اُنے۔

لکھنا صحیح نہیں ہوگا کیوں کہ یہ سب دو کلموں سے مرکب ہیں۔ اگر ایک لفظ میں فصل

کے بغیر کسی حرف کی تکرار ہو، اس صورت میں ایک حرف لکھا جائے گا اور اُس پر تشدید آئے گی، جیسے:

پنّا، گنّا، بُدّھن، مُنّن، لذّت۔

''چھننا'' مصدر ہے جو ''چھن'' اور ''نا'' سے بنا ہے۔ اس لیے اس میں دو ''نون'' لکھے جائیں گے۔ اس کے مقابلے میں ایک اسم ہے ''چھنّا'' جس کی تانیث ''چھنّی'' ہے۔ یہ ایک کلمہ ہے۔ اس لیے اس میں ''نون'' مشدد ہوگا۔

②

عربی یا فارسی کے کسی لفظ میں ساکن ''نون'' کے بعد ''ب'' ہو تو اُس ''نون'' کی آواز ''م'' کی آواز میں بدل جاتی ہے۔ یعنی لکھا تو ''ن'' جاتا ہے۔ مگر پڑھنے میں ''م'' آتا ہے جیسے:

منبر، منبع، گنبد، جنبش، تنبیہ، انبار، انبساط،
زنبیل، سُنبل، شنبہ۔

یہ قاعدہ فارسی اور عربی الفاظ کے لیے ہے۔ ہندی، انگریزی وغیرہ کے سب لفظوں میں ایسے مقامات پر ہمیشہ ''م'' ہی لکھا جائے گا جیسے:

اچمبھا، امبر، ایمبیسی، امبولنس، بمبا، تمباکو، جمبو،
چمپا، چمپئی، چمبل، ڈمبر، رمبھا، زمبیا، زمبور (اوزار)
ستمبر، کھمبا، کمبل، کمبوہ، کمبوڈیا، کمپنی، لمبا،
ممباسا، مزمبیق، ممبر، نمبر۔

③

منہ، مینہ، مُنہنال، منہدی، منہگا، مولا، لہنگا۔

ان سب لفظوں میں ''نون، ہ'' سے پہلے لکھا جائے گا۔ جس طرح ''منہ'' میں ''ن، ہ'' سے پہلے ہے۔ اُسی طرح ''منہدی'' میں ہے، یہی صورت دوسرے لفظوں کی ہے۔

''بانہ'' کی جمع ''بانہیں'' ہے۔ اس کو ''باہیں'' لکھنا ٹھیک نہیں۔

''سنہ'' کو ''سن'' لکھنا غلط ہے۔ جیسے ''1947ء'' اس کو ''سن 1947ء'' یا ''سن سنتالیس'' لکھنا درست نہیں۔ سال کے معنی میں ''سنہ'' ہے جب اس پر عدد لکھے جاتے ہیں تو ''ن'' کا نقطہ ختم ہو جاتا ہے۔ ''1947'' ویسے باقی رہے گا جیسے: ''سنہ ہجری میں یہ تاریخ کہی گئی ہے۔'' ''سن'' ایک دوسرا لفظ ہے اسی سے ''کم سن'' بنتا ہے۔ ''کم عمر'' کے معنی میں۔ میر حسن کا مشہور شعر ہے:

برس پندرہ یہ کہ سولہ کا سن
مرادوں کی رات، جوانی کے دن

④

منادا کے آخر میں جمع کا ''نون'' ہو تو اُس کو نہیں لکھا جاتا، جیسے: اے جوانو، دوستو!

جھوٹ کہتا نہیں میں، سچ جانو
کافرِ عشق ہوں، مسلمانو!

لفظ کے آخر میں ''نونِ غنہ'' ہو تو اس ''نون'' کو نقطے کے بغیر لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح لکھنا چاہیے، جیسے: نہیں، جہاں، کہاں، جاؤں۔

کچھ لوگ ''میں نے'' کو ''مینے'' لکھا کرتے ہیں اور اس طرح ایک نون غائب ہو جایا کرتا ہے۔ یہ لکھاوٹ ٹھیک نہیں۔ دونوں لفظوں کو الگ الگ لکھنا چاہیے۔ جیسے: میں نے۔

⑤

کچھ مصدروں میں ''نونِ غنہ'' کے ہونے یا نہ ہونے کی بابت اختلافات پائے جاتے

ہیں۔ مصدر میں تو "نون" موجود ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔ مگر اُس مصدر سے بننے والے کچھ افعال اور اسما میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ایسے الفاظ کی ترجیحی صورتوں کو نیچے لکھا جا رہا ہے:

بانٹنا، بانٹ (جیسے تاش کے پتوں کی بانٹ)، حصہ بانٹ، بندر بانٹ، بانٹ کھانا وغیرہ سب میں نون غنہ ہے۔ ان کو اِسی طرح لکھا جائے گا۔ تولنے کے لیے جو اُوزان کام آتے ہیں اُن کو "باٹ" لکھنا چاہیے۔ "نون" کے بغیر۔ "باٹ" کے ایک معنی راستہ بھی ہیں۔ اِسی سے "بارہ باٹ" بنتا ہے۔

"بانٹنا" میں "نون" ہے۔ مگر "بٹنا"، "بٹانا" اور "بٹوانا"، "بٹ جانا" نون غنہ کے بغیر مستعمل ہیں۔ ان کے سارے مشتقات کی یہی صورت ہے، یعنی:

بٹنا، بٹانا، بٹورنا، بٹوارا، بٹائی، بٹوائی۔

"بٹنا" کے معنی ہیں تقسیم ہونا۔ "بٹنا" ایک اور مصدر بھی ہے، جیسے: رسی بٹنا، یہ بھی نونِ غنہ کے بغیر ہے۔

بھونکنا، بھُنکنا، بھنکوانا، سوئی بھُنک گئی، چھری بھونک دی،

سب مع نونِ غنہ۔

"پوچھنا" کی ایک پرانی صورت "پونچھنا" بھی ہے۔ اِسی طرح "سوچنا" کو پہلے "سونچنا" بھی لکھا جاتا تھا۔ اب بھی شاید کوئی لکھتا ہو۔ ان دونوں مصدروں کو اب بغیر نونِ غنہ لکھنا چاہیے۔ "پونچھنا" صاف کرنے کے معنی ہیں۔ ایک دوسرا مصدر ہے اور اِس میں نونِ غنہ ہے۔

پھنسنا، پھنسانا، پھنسوانا۔ سب مع "نون" لکھے جائیں گے۔

پھونکنا، پھنکنا، پھنکوانا۔ ان میں بھی "نونِ" غنہ ہے۔

پھنکنا، پھینکنا، پھنکوانا، پھینک، پھانک، ٹانکنا، ٹنکانا،

ٹنکوانا، ٹنکائی، ٹنکوائی، ٹانکا، ٹھونسنا، ٹھانسنا، ٹھُنسنا،

ٹھَنسنا، ٹھونس ٹھانس؛ سب مع نون غنہ۔

"ٹھس" ایک دوسرا لفظ ہے۔ نون کے بغیر، اسی طرح ٹھسا ٹھس بھی نون کے بغیر ہے

ٹھونکنا، ٹھُنکنا، ٹھنکوانا؛ سب مع "نونِ" غنہ۔

خوب مارنا، زدوکوب کرنا کے معنی ہیں ٹھونکنا بغیر "نونِ" غنہ ہے۔ اِسی طرح دیوار میں کیل ٹھونک دی اور میں نے آج اُسے خوب ٹھوکا۔

جانچنا، جنچنا، جنچوانا، جانچ۔

جھانکنا، جھنکوانا، جھونکنا۔

جھونک دینا، جھونک، جھونکا، نوک جھونک۔

چھانٹنا، چھنٹنا، چھنٹوانا، چھنٹائی

کاٹ چھانٹ۔

"چھٹنا" "نون" کے بغیر بھی آتا ہے جیسے: ابر چھٹ گیا اور وہ تو چھٹا ہوا لفنگا ہے۔

ڈانٹنا، ڈانٹ، ڈانٹ ڈپٹ۔

ڈھانپنا، ڈھانکنا، ڈھکنا،

"نون" کے بغیر ہے۔ جیسے سر ڈھکو۔ اسی سے ڈھکنا، ڈھکنی، ڈھکن، بنیں گے۔

کھینچنا، کھنچوانا، کھینچ کھانچ، اینچ کھینچ،

کھنچاو، کھنچاوٹ، سب مع "نونِ غنہ"۔

کھونسنا، کونچنا۔

گوتھنا، گُتھنا، گتھوانا، گُتھواں

سب بغیر نون غنہ۔

گانٹھنا، گانٹھ، مع نون غنہ۔

گٹھنا، گٹھانا، گٹھوانا، بغیرِ نون کے ہیں۔

ان سے مرکبات بھی ''نون'' کے بغیر آئیں گے۔ جیسے:

گٹھائی، گٹھوتی، گٹھ جانا، گٹھوائی،

گھونٹنا، (جیسے گلا گھونٹنا) مع نونِ غنہ ہے۔

گھٹوانا، گھٹانا اور ''گھٹنا'' بھی ''نون'' کے بغیر آئیں گے۔ جیسے: آج کل تو خوب گھٹ رہی ہے، سر گھٹا لیا، دال گھٹوانا۔

⑥

نونِ غنہ کے جزوِ لفظ ہونے یا نہ ہونے کے لحاظ سے مصدروں کی طرح کچھ لفظوں میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے اور کچھ لفظ ایسے ہیں جن میں غلطی سے ''نون'' کو شامل کر دیا جاتا ہے یا اس کے برعکس ہوتا ہے۔ ایسے ضروری لفظوں کی ان صورتوں کو نیچے لکھا جا رہا ہے۔ جن کو اختیار کرنا چاہیے:

گھاس، گھسیارا، کوپل، سپیرا، سنپولا، سنپولیا، پانسا،
بھوچکا، مجیرا، چوچلا، رُوانسا، سماں، منجھولا، منجھولی،
مانجھی، گھونسا، گروی، کیچوا، کنوارا، کنواری، منجدھار،
موچھ، کینچلی، جھونک، جھونکا، جھونپڑا، جھونپڑی۔

ایک لفظ ہے۔ ''خوناب'' اسی سے ''خونابہ فشانی'' بنتا ہے۔ اِس کو ''خونتاب'' لکھنا درست نہیں۔ ''خوناب'' اصل میں ''آبِ خون'' کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ ''زہراب'' اور ''برفاب'' اور سیلاب کی طرح۔

⑦

ایسے ناموں کے آخر میں ’’نون‘‘ آتا ہے جو پیار کے طور پر رکھ لیے جاتے ہیں۔ ان میں اکثر تصغیر کا پہلو بھی ہوتا ہے۔ ایسے ناموں کو مع ’’نون‘‘ لکھا جائے گا، تنوین کے ساتھ نہیں لکھا جائے گا۔ جیسے:

اچھن، اغن، شبن، بھلن، ہدن، شدن، جمن،
نقن، اشن، رفن، کلن، ابن۔

یہ بات پہلے لکھی جا چکی ہے کہ عورتوں کے ناموں کے آخر میں بھی ’’ن‘‘ آتا ہے۔ تنوین وہاں بھی نہیں آئے گی، جیسے: کریمن، تسلیمن، شریفن، جمن، براتن، لفظ کے آخر میں ’’ن‘‘ تانیث کے لیے بھی آتا ہے۔ جیسے: دھوبی اور دھوبن اسی طرح نذیر اور نذیرن۔

⑧

آنو، پانو، ٹھانو، چھانو، دانو، کھڑانو، گانو،
نانو۔

یہ آٹھوں لفظ ایک ہی انداز کے ہیں۔ ان سب کے آخر میں ’’واو‘‘ آئے گا اور اس سے پہلے ’’نون غنہ‘‘۔ ’’پانو‘‘ کو چار طرح لکھا جاتا ہے:

پاؤں، پانوں، پانوں، پانو۔

یہی صورت گانو کی ہے۔ اب ان سب لفظوں کو اسی طرح لکھنا چاہیے۔

یہ خیال رہے کہ ’’پانا‘‘ مصدر سے ’’پاؤں‘‘ فعل بنے گا۔ جیسے میں اس کو کہاں پاؤں گا؟ اسی طرح گانا سے ’’گاؤں‘‘ بنے گا جیسے میں آج نہیں گاؤں گا اور ’’چھانا‘‘ سے ’’چھاؤں‘‘ فعل بنے گا۔ ’’گاؤں‘‘ فعل ہے اور ’’گانو‘‘ اسم ہے اسی طرح ’’پاؤں‘‘ فعل ہے اور ’’پانو‘‘ اسم ہے اور

''چھاؤں'' فعل ہے اور ''چھانو'' اسم ہے۔

بیٹھ جاتا ہوں جہاں، چھانو گھنی ہوتی ہے
ہائے کیا چیز غریبُ الوطنی ہوتی ہے

مشہور مثل ہے۔ ''ہاتھی پھرے گانو گانو، جس کا ہاتھی اُس کا نانو

''پانو'' کی جمع ''پانوؤں'' بنے گی یعنی دو ''واو'' اور دوسرے ''واؤ'' پر ہمزہ اسی طرح ''گانو'' کی جمع ''گانوؤں'' ہوگی اور ''کھڑانو'' کی جمع ''کھڑانویں'' اور ''کھڑانووں'' آئے گی۔

کنواں: اِس میں ''کاف'' کے بعد نون غنہ ہے اس کی جمع ''کنویں'' اور ''کنووں'' ہوگی۔ اِسی وزن کا ایک لفظ ہے ''دھواں''، مگر عام اِستعمال میں آ کر اِس کا نون غنہ ختم ہو چکا ہے۔ اِس لیے اس کو اسی طرح لکھا جائے گا۔ اِس کی محرف صورت ہوگی۔ ''دھویں''۔ اِسی طرح ایک اور لفظ ہے ''رُواں'' اِس کو ''روآں'' بھی لکھا جاتا تھا۔ اَب ''رُواں'' لکھنا چاہیے۔ اِس کی دوسری صورتیں ہوں گی: روئیں، روؤں۔ اَب اِن الفاظ کی صورت یہ ہوئی:

کُنواں، کنویں، کنووں۔

دُھواں، دھویں۔

رُواں، روئیں، روؤں۔

کنواں کی تصغیر ''کُیاں'' آئے گی۔ اِس وزن کے کئی لفظ ہیں جیسے: ٹُیاں، گُھیاں، گُیاں۔

ایک شعر ہے:

تجھے سچ مچ کا یوسف کیوں نہ کر دوں یوسفِ ثانی!
گرادوں آج لے چل کے کہیں رستے کی کُیاں میں

* * *

واو

①

پہلے یہ طریقہ تھا کہ پیش کو ظاہر کرنے کے لیے کچھ لفظوں میں ''واؤ'' لکھتے تھے، جیسے:

اوس، دوکان، اودھر، اوٹھانا، اودھار وغیرہ۔

اب یہ طریقہ ختم ہو چکا ہے۔ اس لیے اب اس واو کو نہیں لکھنا چاہیے۔ اب ''اوس'' کوئی نہیں لکھتا، مگر بعض لفظوں میں اب بھی اس فالتو ''واؤ'' کی صورت نظر آ جاتی ہے۔ جیسے لفظ ہے ''دکان'' اس کو ''دوکان'' لکھ دیا جاتا ہے۔ اِسی طرح ''پہنچنا'' کو ''پہونچنا'' بھی کچھ لوگ لکھتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اِن کو ''دکان'' اور ''پہنچنا'' لکھنا چاہیے ایسے کچھ لفظ یہ ہیں:

دہائی، ڈُھیل، دُہرا، دہرانا، ڈُلائی، گُیاں،

مُٹاپا، نُکیلا، جُلاہا، لُہار، اُدھار، دُلھن،

گُھیاں، ٹُیاں، گُنیا پُربیا، پُربیے، گُلائی،

گُلاوٹ (گولائی بھی آتا ہے۔)

②

دُگنی اور دوگنی، دونوں لفظ مستعمل ہیں۔ جہاں پر جس طرح استعمال میں آئیں گے اُسی طرح لکھے جائیں گے۔

رومال: اس میں "واؤ" ہے، "رومالی" میں بھی "واؤ" ہے جیسے: رومالی، سویاں۔ البتہ پاجامے کی "رُمالی" ہوتی ہے اِس فرق کوملحوظ رکھا جائے گا۔

ہندستان: نظم میں "ہندوستان" بھی آتا ہے اور "ہندستان" بھی۔ نثر میں "ہندستان" کو ترجیح دینا چاہیے۔

عمرو: یہ نام ہے اس میں "م" اور "ر" دونوں ساکن ہیں اور "ع" پر زبر ہے۔ اس کے آخر میں ایک زائد "واؤ" اس لیے لکھا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے نام میں یہ الگ رہے۔ یہ "واؤ" پڑھنے میں نہیں آتا۔ عمرو عیار کا نام تو آپ نے سنا ہوگا۔ اِس کو اس طرح لکھنا چاہیے۔

بُل ہوس، بُل عجب، بُل فضول۔

ان تینوں لفظوں میں پہلا ٹکڑا بُل ہے یہ فارسی کا کلمہ ہے اس کے معنی ہیں "بہت"۔ اس کلمے کو مع "واؤ" نہیں لکھنا چاہیے یعنی "بوالہوس" کے بجائے "بُل ہوس" لکھنا چاہیے۔

③

بہت سے مرکبات ایسے ہیں جن کا پہلا ٹکڑا "دو" ہے ان کو اسی طرح لکھنا چاہیے:

دوپٹا، دوانی، دوبارہ، دوپیا، دوپلی، دوچار،
دوسوتی، دوشالہ، دوشاخہ، دوگانہ، دوہترہ، دوبالا وغیرہ۔

واوِمعدولہ

کچھ لفظوں میں ''واؤ'' لکھا جاتا ہے مگر پڑھنے میں نہیں آتا۔ اِس ''واؤ'' کو ''واوِمعدولہ'' کہتے ہیں جیسے:

خوش، خوشی، خواب، خواجہ، خوار، درخواست،
خواہش، خواہ مخواہ، تنخواہ، خوان، خوانچہ، خواندہ،
خوردبرد، خوراک، برخوردار، خود، خودی، خوددار،
خودکشی، خوشنود، خوش نما، خوشامد، خورشید، خواہر،
کم خواب (ایک کپڑا)۔

خورشید، اور کم خواب، ان دونوں لفظوں کو ''خرشید'' اور ''کمخاب'' بھی لکھا جاتا رہا ہے، مگراب ان کا ایک اِملا اختیار کرنا چاہیے اور اِن کو مع ''واؤ'' (خورشید، کم خواب) لکھنا چاہیے۔

کچھ لفظوں میں واوِمعدولہ موجود نہیں، مگر غلطی سے لکھ دیا جاتا ہے۔ جیسے ایک لفظ ہے ''خُرد'' اس کے معنی ہیں چھوٹا۔ یہ بزرگ کی ضد ہے۔ ''خُرد کلاں'' عام طور پر بولا اور لکھا جاتا ہے۔ اس کو ''خورد'' لکھنا غلط ہے۔

''خورد'' ایک اور لفظ ہے'' خوردن'' مصدر سے اس کے معنی ہیں کھایا۔ ایسے خاص خاص لفظ یہ ہیں:

خُردہ: ریزہ، ٹکڑا، ریزگاری، عیب، جیسے: خُردہ فروش، خردہ گیر (عیب نکالنے والا) روپیا خردہ کرانا۔

خُرد: خردوکلاں، خردسال، خردنوکا (جوتے کے لیے)، خردی وبزرگی۔

ذو: عربی کا ایک سابقہ ہے۔ جیسے: ذوفنون، ذومعنی، ذومعنیین۔ جب اس کے بعد ''الف لام'' آئے گا تو ''واؤ'' پڑھنے میں نہیں آئے گا' مگر لکھا ضرور جائے گا۔

جیسے: ذوالفقار، ذوالجلال، ذوالجناح، ذوالنورین، ذوالنون۔

جُز: جزو، جز کے معنی ہیں ''ٹکڑا''۔ عربی میں ''جزء'' تھا، اُردو میں ''جز'' رہ گیا۔ اِسی سے ''جزئی'' اور ''جزئیات'' بنتے ہیں۔ فارسی میں اِسی سے ''جزو'' بنا ہے۔

جب یہ لفظ مضاف یا موصوف ہو اس وقت اس کو مع ''واو'' لکھنا چاہیے۔ جیسے جزوِ بدن، مفرد صورت میں دونوں طرح استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مگر اچھا یہ ہے کہ ترکیب کے بغیر ''جز'' لکھا جائے۔ ''جز'' جس کے معنی ہیں ''سوا'' وہ فارسی کا لفظ ہے اور اِسی طرح مستعمل ہے جیسے: جُز ترے کچھ نظر نہیں آتا۔

پھُوار: اِس لفظ کو کئی طرح لکھا جاتا ہے۔ پھُوار، پھُہار، پھُآر۔ اس کو اب ''پھوار'' لکھنا چاہیے۔

چھوارا: اِس کو ''چھہارا'' اور ''چھوارا'' دو طرح لکھا جاتا رہا ہے۔ اب اس کو بھی چھوارا لکھنا چاہیے۔

روپیا: اِس میں ''واو'' شامل ہے اور اِسی طرح لکھنا چاہیے۔ محرف صورت میں ''روپے'' لکھا جائے گا۔ ''واو'' کی آواز اس میں بہت دَب جاتی ہے مگر ''واو'' کو لکھا جائے گا۔ مگر ''رُپہلا'' اور ''رُپہلی'' کو ''واو'' کے بغیر ہی لکھنا چاہیے، جس طرح ''سنہرا'' اور ''سنہری'' واو کے بغیر لکھے جاتے ہیں۔

ہ

''ہ'' کی تین قسمیں ہیں:

① ہائے ملفوظ: وہ ''ہ'' جو تلفظ میں آئے جیسے: وہ، یہ، ماہ، بہت، کہنا، وغیرہ

② ہائے مختفی: وہ ''ہ'' جو تلفظ میں نہ آئے اور صرف اپنے حرف ماقبل کے زبر کو سہارا دے، جیسے مے خانہ، پردہ، وغیرہ۔

③ ہائے مخلوط: اسے دوچشمی ''ھ'' بھی کہتے ہیں۔ جیسے: گھر، بھر، وغیرہ۔

ملفوظ ''ہ'' جب ملا کر لکھی جاتی ہے تو اس کی تین شکلیں تحریر میں آتی ہیں۔ جب یہ لفظ کے شروع میں آتی ہے تو ''ب'' کے شوشے کی طرح لکھی جاتی ہے اور پہچان کے لیے ایک اور شوشہ اس کے نیچے لگایا جاتا ہے۔ جسے عام لوگ لٹکن بھی کہتے ہیں۔ جیسے ہوا، ہب وغیرہ۔ جب یہ بیچ میں آتی ہے تو اس کی شکل بدل جاتی ہے اور اس صورت کو کہنی دار کہتے ہیں، جیسے بہت۔ کہنا نیچے والا شوشہ یہاں بھی لازماً لگایا جائے گا۔ جب یہ لفظ کے آخر میں آتی ہے اور ملا کر لکھی جاتی ہے تو اس کی شکل ہائے مختفی کی سی ہوتی ہے۔ مگر اس کے نیچے جو شوشہ لٹکن ہوگا وہی اس کی پہچان ہوگا کہ یہ ملفوظ ''ہ'' ہے مختفی نہیں ہے۔ جیسے: جگہ، یہ، منہ، مہ، تہ، بہ، سہ، کہ نیچے والا شوشہ، ملفوظ ''ہ'' کا لازمی جز ہے یہ بات سامنے رہنا چاہیے۔ جیسے: مے خانہ، اس میں ہائے مختفی ہے۔ اسی لیے اس کے نیچے شوشہ آئے گا۔ اسی شوشے سے ہائے ملفوظ و ہائے مختفی میں امتیاز کیا جاتا ہے۔

کہنی دار ''ہ''

کہنی دار ''ہ'' ہمیشہ لفظ کے بیچ میں آتی ہے۔ جیسے: کہنا، بہنا، سہنا، لفظ کے آخر میں کبھی نہیں آتی۔ یہ غلطی عام طور پر دیکھنے میں آتی ہے کہ لفظ کے آخر میں آنے والی ''ہ'' کو کہنی دار لکھا جاتا ہے اور پھر اس کے لیے ایک اور ''ہ'' کو آخر میں بڑھانا پڑتا ہے۔ گویا ''ہ'' کی جگہ دو ''ہ'' جمع ہو جاتی ہیں۔ یہ بالکل غلط لکھاوٹ ہے۔ جیسے: ''کہنا'' کا فعل امر ''کہ'' ہوگا۔ یہ دو حرفی لفظ ہے (ک+ہ= کہ) اس کو ''کہہ'' لکھنا غلط ہوگا۔ کیوں کہ اس طرح دو ''ہ'' آئیں گی۔ اسی طرح صحیح لفظ ''یہ'' ہے۔ اس کو ''یہہ'' لکھنا اسی لیے غلط ہوگا۔

''کہ'' ایک الگ کلمہ ہے، جیسے: میں نے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ اس میں ''کہ'' ہے اور اُس سے یہ بات کہ'' اس میں ''کہ'' ہے ''کہنا'' کا امر۔

''نہ'' نفی کا کلمہ ہے۔ جیسے: نہ کرو اور ''نہ'' عدد ہے۔ ایسے کچھ لفظ جن کے آخر میں ہائے

ملفوظ ہے درج ذیل ہیں:

توجیہ، تنبیہ، تشبیہ، توجہ، جگہ، سیہ، منہ،

مشابہ، تہ، شہ، بارگہ، فقہ، توبہ، یہ،

جن لفظوں کے آخر میں دو ''ہ'' ہیں ان میں دو ''ہ'' لکھی جائیں گی جیسے:

قہقہہ، (ق ہ ق ہ ہ)، بالمُشافَہہ، جَبہہ، شُبہہ۔

''ہ'' اور ''ح'' کا استعمال

کچھ لفظوں کو کئی طرح لکھا جاتا رہا ہے اور بعض لفظوں میں ''ہ'' کی جگہ غلطی سے ''ح'' لکھ دی جاتی ہے۔ ایسے لفظوں کی ان صورتوں کو نیچے لکھا جا رہا ہے جن کو اب اختیار کرنا چاہیے:

ہائل: معنی ہیں ہول ناک، ڈرانے والا۔

حائل: بیچ میں آنے والا، روک۔

ان دونوں لفظوں کے استعمال میں معنوی فرق کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

جیسے: واقعہ، ہائلہ اور دیوار حائل ہے۔

اسی طرح:

ہامی: ہامی بھرنا معنی ہیں، اقرار کرنا، جیسے اس نے ہامی بھری ہے۔

حامی: معنی ہیں مددگار۔ حمایت کرنے والا جیسے اللہ تعالیٰ ہمارا حامی ہے۔

تہس نہس: اس کو تحس نحس لکھنا ٹھیک نہیں ہے۔

ہرج، ہرجانہ، ہرجاخرچا: ان سب کو ''ہ'' سے لکھنا چاہیے جیسے کام کا ہرج ہو رہا ہے۔ اِسی سے ہرج مرج بنا ہے۔

ہونق: اس کو ''حونق'' لکھنا ٹھیک نہیں۔

گرستی، گھرگرستی: اس کو اِسی طرح لکھنا چاہیے۔

ٹھہرنا، اُفوہ، تھاہ، پروا، ان لفظوں کو اسی طرح لکھنا چاہیے۔ ٹھہرنا، ٹھہرانا، ٹھہر جانا، ٹھہر، سب کو اسی طرح لکھنا چاہیے۔ اس کا ایک پرانا املا ’’ٹھیر‘‘ بھی ہے۔ ’’پروا‘‘ صحیح لفظ ہے۔ اس کو ’’پرواہ‘‘ لکھنا غلط ہے۔ ’’اُفوہ‘‘ میں ’’ہ‘‘ ہے اس کو ’’اُفو‘‘ لکھنا ٹھیک نہیں۔

ہائے مختفی اور الف

ہائے مختفی کے لیے یہ ’’الف‘‘ کے بیان میں لکھا جا چکا ہے کہ وہ عام طور پر عربی اور فارسی لفظوں کے آخر میں آتی ہے۔ اس لیے اُردو، ہندی، انگریزی وغیرہ کے ایسے لفظوں کے آخر میں الف لکھا جائے گا۔ جیسے: پتا، بھروسا وغیرہ۔

اسی طرح ہائے مختفی کے نیچے وہ شوشہ کبھی نہیں آئے گا جو ہائے ملفوظ کے نیچے آتا ہے، جیسے کعبہ، بت خانہ اور ہائے ملفوظ کے نیچے یہ شوشہ لازماً آئے گا جیسے: یہ، کہ، تہ، جگہ۔

ہائے مختفی اور ’’یے‘‘

ہائے مختفی سے پہلے جو حرف ہوتا ہے اس پر عموماً زبر ہوتا ہے۔ جب ایسے لفظ محرف ہوں گے (یعنی جب ان لفظوں کے بعد حروفِ جار وغیرہ آئیں گے یا ان کی جمع بنائی جائے گی یا بعض اور صورتیں) تو ہائے مختفی ’’یے‘‘ سے بدل جائے گی اور اس سے پہلے حرف کا زبر، زیر میں تبدیل ہو جائے گا۔ جیسے:

کعبہ اور کعبے میں، جلوہ اور جلوے، پردہ اور پردے، مرثیہ اور مرثیے
نظریہ اور نظریے، تین واقعے، چار پیمانے، جلوے بکھر گئے
وغیرہ۔

اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے کہ اس صورت میں ایسے لفظوں کو ’’یے‘‘ سے لکھا جائے۔ ایسی غلطیاں بہت ہوتی ہیں کہ محرف صورت میں بھی ایسے لفظوں کو ’’یے‘‘ سے لکھا

جائے۔ ایسی غلطیاں بہت ہوتی ہیں کہ محرف صورت میں ایسے لفظوں کو ''ہ'' سے لکھا جا تا ہے۔ مثلاً:

''چار پیمانہ''، ''مرثیہ پڑھے گئے''، ''کعبہ گئے تھے''،

یہ سب غلط ہیں۔ صحیح صورت یہ ہوگی:

''چار پیمانے''، ''مرثیے پڑھے گئے''، ''کعبے گئے''

غنچے! تری زندگی پہ دل ہلتا ہے
بس ایک تبسم کے لیے کھلتا ہے

ایک لفظ ہے: ذمہ۔ محرف صورت میں یہ ''ذمے'' ہو جائے گا۔ جیسے اُن کے ذمے تین روپے نکلتے ہیں۔ اِسی سے ذمے داری بنے گا۔

ایک لفظ ہے: کیوں کر، اِس کی ایک صورت ہے: کیونکے۔ ایک اور لفظ ہے: کیوں کہ اِن دونوں میں امتیاز کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ جیسے: میں نے ان سے کچھ نہیں کہا کیوں کہ وہ خود پشیمان تھے۔ یہاں ''کیوں کہ'' کا محل ہے۔

کچھ لفظوں کے آخر میں غلط طور پر ہائے مختفی لکھ دی جاتی ہے۔ جیسے ''موقع'' صحیح لفظ ہے۔ اس کو ''موقعہ'' لکھنا غلط ہوگا، یا جیسے ''مع'' کو ''معہ'' لکھنا اسی طرح ''مصرع'' کو ''مصرعہ'' لکھنا غلط ہے۔ اِن سب لفظوں کی صحیح صورت یہی ہے اِس طرح لکھنا چاہیے۔

اسلحہ جات، پارچہ جات، کارخانہ جات، حوالہ جات،
صوبہ جات، علاقہ جات، محکمہ جات۔

اِن سب لفظوں کو اِسی طرح لکھا جائے گا۔ یعنی علامتِ جمع ''جات'' کو ملا کر نہیں لکھا جائے گا۔

ہائے مخلوط (ھ)

ہائے مخلوط کو ہمیشہ دو چشمی صورت میں لکھا جائے گا۔ جیسے: گھر، اِس کو گہر لکھنا غلط ہوگا۔ جن لفظوں کے آخر میں ''ھ'' لکھی جاتی ہے تو کبھی کبھی اُس ''ھ'' کے بعد ایک ہائے مختفی بھی لکھ دی جاتی ہے۔ جیسے:

آنکھہ، ہاتھہ، بیٹھہ۔ یہ غلط اِملا ہے۔ صحیح اِملا ہوگا:

آنکھ، ہاتھ، بیٹھ۔ وغیرہ۔

دو ''ھ''

بہت سے لفظ ہیں جن میں کبھی دو ''ھ'' لکھی جاتی ہیں اور کبھی ایک۔ جیسے کوئی ''ڈھونڈھنا'' لکھتا ہے اور کوئی ڈھونڈنا''۔ اِس میں خیال رکھنا چاہیے کہ جو لفظ دو ٹکروں سے مل کر بنے ہیں اور دونوں ٹکرے الگ الگ لکھے جاتے ہیں اِن میں دو ''ھ'' لکھی جائیں گی اور باقی لفظوں میں ایک۔ نیچے پہلے وہ لفظ لکھے جاتے ہیں جن میں اب ایک ''ھ'' لکھنا چاہیے:

بھابی، بھبک، بھبکنا، بھبکا، بھپکا، بھبوت،
بھبوکا، بھبکانا، بھنبوڑنا، بھنبیری، بھپارا، بھٹی،
بھکاری، بھیک، بھوبل، بھجنگا، بھجیا، پھپولا،
پھپوندی، پھوپا، پھوپی، پھیپڑا، تھُتانا، تھوتن،
ٹھٹکنا، ٹھاٹ، ٹھاٹر، ٹھٹ، ٹھٹک، ٹھٹول،
ٹھٹیرا، ٹھڈا، ٹھنڈ، ٹھنڈا، ٹھیٹ، چھچڑا،
چھچلا، چھچورا، چھچوندر، جھجر، جھجکنا، جھجک،
جھروکا، جھنجلانا، جھنجلاہٹ، جھنجوڑنا، دھند، دھندلا،

دھندلکا، ڈھنڈورا، ڈھونڈنا، کھوکلا، کھنکارنا، کھنکنا،
گھگو، گھگی، گھگیانا، گھونٹ، گھونگا، منجدھار،
گھنگرو، گھاگرا۔

ایسے لفظ جن میں دو ”ھ“ آئیں گی:

بھن بھن، بھن بھنانا، بھق بھق، بھقر بھقر،
بھل بھلانا، بھل بھل، بھچ بھچانا، پھڑ پھڑانا،
پھس پھس، پھُس پھُسا، پھٹ پھٹانا، پھٹ پھٹیا،
پھد پھدانا، پھر پھرانا، پھُل جھڑی، چھُل چھُل،
تھر تھرانا، تھر تھری، تھک تھکانا، تھل تھلانا،
تھل تھل، چھم چھم، چھن چھن، پھن پھنانا،
تھئی تھئی، ٹھسا ٹھس، ٹھن ٹھنانا، جھر جھرا،
جھر جھری، جھل جھلانا، جھن جھنانا، جھن جھنا،
دھک دھک، دھڑ ادھڑ، کھٹ کھٹانا، کھچا کھچ،
کھن کھنانا۔

جن مصدروں میں دو ”ھ“ ہوں گی ان کے مشتقات میں بھی ایک ”ھ“ رہے گی۔ جیسے:

مجھے، تجھے، مجھ کو، تجھ کو،

اِن کو اِسی طرح لکھا جائے گا۔ ”مجکو“ یا ”تجکو“ لکھنا ٹھیک نہیں ہوگا۔ نیز ”مجھ“ اور ”کو“ اِن دونوں کو الگ الگ لکھنا چاہیے۔ ”مجھ کو“ اِسی طرح ”تجھ کو“۔

سرھانا، اُنھیں، تمھیں، تمھارا، تمھاری،
کلھاڑی، اُٹھتر، اُنھتر۔

ان سب لفظوں کو اِسی طرح (ھ کے ساتھ) لکھا جائے گا۔ ان کو:

سرہانا، تمہارا، کلہاڑی، اٹہتر، وغیرہ لکھنا ٹھیک نہیں۔

سرھانے میر کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

کچھ لفظ ایسے ہیں جن کو پہلے کبھی مع "ھ" لکھا جاتا تھا اور کبھی اُس کے بغیر جیسے: جیب اور جیبھ، ہونٹ اور ہونٹھ، تڑپنا اور تڑپھنا وغیرہ۔ اب اِن لفظوں کی رائج صورت یہ ہے اور اِسی طرح لکھنا چاہیے:

جیب، ہونٹ، تڑپنا، جھوٹ، ٹھنڈ، بھیک،
بھکاری جانگیا، جاگنگ، کوند، کوندا، گبرو،
گھورکھ دھندا، سدھ بدھ، سانٹھ گانٹھ، چبھنا، ہاتھ، ہتھیار،
ہتکڑی، ہتیالینا، ہتا، ہتی، نہتا، ہاتھی،
ہتھنی، پھوہڑ، باڑ، باڑھ (دھار، دریا کی طغیانی بڑھنا، وغیرہ۔)

ہمزہ

”ہمزہ“ اُردو میں مستقل حرف کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے لیے یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے اور اس بات کو نہ بھولنا چاہیے کہ ”ہمزہ“ ”الف“ کا قائم مقام ہے۔ جب دو حرفِ علت اپنی اپنی آواز الگ الگ دیں تو اُن کے بیچ میں ہمزہ آ سکتا ہے۔ نہیں تو نہیں۔

اِس لیے آؤ، جاؤ، وغیرہ میں ”ہمزہ“ لکھنا چاہیے، مگر بناو سنگار، بھاو تاو، نبھاو، گھاو میں ”ہمزہ“ کی ضرورت نہیں۔ اِسی طرح: چاے، راے، گاے، ہاے میں ہمزہ نہیں چاہیے۔

اِسی سلسلے میں اِن قاعدے کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ:

”ہمزہ اُسی وقت آئے گا جب حرفِ ماقبل پر زبر یا پیش ہو۔“

ہمزہ کے لکھنے میں بہت زیادہ غلطیاں ہوتی ہیں۔ اکثر صورتوں میں اِس کو غلط طور پر لفظوں میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ اِس لیے تحریر میں اِس کا بہ طور خاص خیال رکھنا چاہیے۔

ہمزہ اور الف

①

عربی کے بہت سے مصدروں اور جمعوں کے آخر میں اصلاً ہمزہ ہے۔ جیسے:

ابتداء، انتہاء، علماء، شعراء، وغیرہ۔

مگر اُردو میں ایسے سب لفظوں میں ہمزہ تلفظ سے خارج ہو چکا ہے۔ اِس لیے ایسے لفظوں کو ہمزہ کے بغیر لکھا جائے گا، جیسے:

ابتدا، انتہا، علما، شعرا، حکما، اولیا، فضلا، وغیرہ

جب ایسے لفظ اضافت کے ساتھ آئیں گے تو ان کے آگے ''یے'' بڑھا دی جائے گی اور اس ''یے'' پر ہمزہ نہیں لکھا جائے گا۔ جیسے:

ابتدائے عشق، انتہائے شوق، علمائے کرام، شعرائے اُردو،
حکمائے حاذق، اِملائے فارسی، انشائے اُردو، اخفائے راز
وغیرہ۔

اِسی طرح عطف کی صورتوں میں صرف ''واؤ'' کا اضافہ ہوگا۔ ہمزہ یہاں بھی نہیں لکھا جائے گا۔ جیسے: ابتدا و انتہا، علما و فضلا، اِملا و انشا۔

②

لفظ کے درمیان میں جب ''الف'' مفتوح ہوگا تو اُس پر صرف زبر آئے گا، ہمزہ نہیں لکھا جائے گا۔ جیسے: تامّل، تاخیر، تاثر، توام، جُرات، تاسّف، متاسّف، متاثر، تاثرات۔ جتنے لفظ لکھے گئے ہیں۔ عام طور پر اِن کو اِسی طرح لکھا جاتا ہے۔ مگر صرف ایک لفظ ''جرات'' کو کبھی ''جرأت'' بھی لکھا جاتا ہے۔ اس کو بھی ''جرات'' لکھنا چاہیے۔ اُردو میں ''ہمزہ''، ''الف'' کا قائم مقام ہے۔ اِس لیے دونوں ایک ساتھ آئیں گے۔ ورنہ ایک حرف (الف یا ہمزہ) فالتو ہو جائے گا۔

''ہمزہ'' اور ''واؤ''

لفظ کے آخر میں اگر ''واؤ'' ساکن ہو تو اِس پر ''ہمزہ'' کبھی نہیں آئے گا، جیسے:

برتاو، باو (ہوا)، باو گولا، الاو، اود بلاو،
بھاو، پاو (جیسے پاو سیر)، پُلاو، تاو،
چاو، راو (جیسے راو صاحب)، ستھراو،
ناو، کڑھاو، گاو، گاے، گھاو،
لمباو، چوڑاو، پچھیاو، ہواو، پتھراو،
دریاو، سبھاو، تلاو۔

بعض مثالیہ جملے:

کل پچھیاو چلا تھا۔ ہم آج ناو پر بیٹھے تھے۔
اُن کا گھاو بھر گیا۔ لڑکوں نے خوب پتھراو کیا۔
راو صاحب آئے تھے۔ یہ کڑھاو تو بہت بڑا ہے۔
زیادہ بھاو تاو نہ کیا کرو۔ واو پر ہمزہ نہیں لکھنا چاہیے۔

یہ خیال رہے کہ: ایسے لفظوں میں واو تلفظ میں نصف سے بھی کچھ کم آتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ''واو'' سے پہلے جو حرف علت ہوتا ہے، آواز اُس کے کھنچاو میں اِس طرح ڈوب جاتی ہے کہ ''واو'' پر دباو بہت کم ہو جاتا ہے۔

①

بہت سے حاصل مصدر بھی ایسے ہیں جن کے آخر میں ''واو'' آتا ہے۔ جیسے دبانا سے دباو، اور چڑھانا سے چڑھاؤ اور گھمانا سے گھماو۔

ان میں بھی ''واو'' ساکن ہے اور اِس سے پہلے ''الف'' ہے اور یہاں بھی ''ہمزہ'' نہیں آئے گا۔ ''ہمزہ'' لکھنے کا مطلب تو یہ ہو گا کہ ''الف'' اور ''واو'' کے بیچ میں ''ایک'' اور حرف

''ہمزہ'' بھی ہے اور حقیقت میں ایسا نہیں۔ ایسے کچھ حاصل مصدر یہ ہیں:

اُلجھاو، اٹکاو، بناو، بہاو، بچاو بھراو،
بہکاو، پٹاو، تناو، ٹکراو، ٹھہراو، جھکاو،
جماو، چڑھاو، (اتار چڑھاو،) چھڑکاو، چناو،
چلاو (چل چلاو کا عالم) چھنٹاو، دباو، ڈلاو، ڈھلاو،
رُکاو، کساو، کٹاو، گھٹاو، گھماو، گھماو پھراو
گراو، گھراو، لگاو، لداو، نبھاو۔

جیسے

اِتنا گھماو پھراو اچھا نہیں ہوتا۔ طوفان میں ٹھہراو آ گیا ہے۔
اُن کا جھکاو اِس طرف ہے۔ کوٹ میں بھراو اچھا نہیں پڑا۔
سب نے بیچ بچاو کروا دیا۔ دریا چڑھاو پر ہے۔
سڑک پر خوب چھڑکاو ہوا ہے۔ لاکھوں لگاو۔
ایک چُرانا نگاہ کا۔ لاکھوں بناو۔

آؤ، جاؤ، کھاؤ، پاؤ، لاؤ، اتراؤ، اُلجھاؤ،
بچاؤ، چڑھاؤ، ٹھہراؤ، بناؤ، لگاؤ۔

یہ سب فعل ہیں، ان میں ''واؤ'' پر ہمزہ آئے گا۔ ایسے افعال میں ''ہمزہ'' آئے گا۔

مگر حاصل مصدروں میں ''ہمزہ'' نہیں آئے گا۔ جیسے: تم تو اپنا رنگ جماو۔ اِس جملے میں ''جماؤ'' فعل ہے اور آج تو وہاں بڑا ''جماؤ''۔ اس میں ''جماؤ'' حاصل مصدر ہے۔ اِسی طرح:

مجھ کو میرے دوستوں سے بچاؤ۔ اِس جملے میں ''بچاؤ'' حاصل مصدر ہے۔ اس فرق پر نظر رہنا چاہیے۔

اِسی طرح اِس قسم کے جتنے اسم فاعل (اور کچھ اسم مفعول) ہیں۔ اِس میں بھی ''واؤ'' پر ہمزہ آتا ہے۔ حاصل مصدر اور اسمِ فاعل میں ایک فرق یہ بھی ہوتا ہے کہ حاصل مصدر میں ''واؤ'' کی آواز مجہول سی ہوتی ہے اور اسم فاعل میں ''واؤ'' معروف ہوتا ہے۔

جیسے: ''بناؤ'' حاصل مصدر ہے اور اِس جملے میں کہ وہ ''بناؤ نہیں بگاڑو ہیں''۔ ''بناؤ'' اور ''بگاڑ'' بھی اسمِ فاعل ہے۔ ایسے کچھ اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول یہ ہیں:

بناؤ، جتاؤ، کماؤ، لٹاؤ، جڑاؤ، پیاؤ، ڈباؤ،
ٹکاؤ، بکاؤ،

وہ تو کماؤ پوت ہے۔ پانی ہاتھی ڈباؤ ہے،
یہ بہت اچھا اور ٹکاؤ جوتا ہے۔ جڑاؤ زیور خوب صورت ہیں۔
یہ مال بکاؤ نہیں۔ وہ تو اٹھاؤ چولھا ہیں،
وہ تو بڑے لٹاؤ ہیں۔ سب اُڑا دیں گے۔

②

بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں جن میں ''واؤ'' سے پہلے ''ی'' ہے۔ ایسے سبھی لفظوں میں ''واؤ'' آخری حرف ہوتا ہے اور اِس سے پہلے ''ی'' ہوتی ہے۔ ہمزہ کہیں نہیں آئے گا۔ ایسے کچھ لفظ یہ ہیں:

دیوتا، دِیو، گیو، نیو، میو۔

③

بُوا، سُوا، جُوا، پُھوا، جُوالا، کواڑ، گوالا،
جُوار، دوار، کنوارا، پھوار، چھوارا، پوائنٹ چوائس۔

اوپر جو لفظ لکھے ہوئے ہیں اُن میں اور اُن کے جیسے اور لفظوں میں بھی "واو" پر ہمزہ نہیں آئے گا۔

④

ہُوا، چُھوا، مُوا، چُوا،

یہ چاروں فعل ہیں، اِن میں "واو" پر "ہمزہ" نہیں آئے گا۔ مگر اِن فعلوں کی دوسری صورتوں میں اور افعال کی طرح، ہمزہ آئے گا:

ہوا، ہوئی، ہوئے۔
چھوا، چھوئی، چھوئے۔
چُوا، چوئی، چوئے۔
موا، موئی، موئے۔
چُھوانا، مُوانا، چُوانا۔

اِن میں بھی "واو" پر "ہمزہ" نہیں آئے گا۔

⑤

نیچے جو لفظ لکھے جا رہے ہیں، ان میں بھی ہمزہ نہیں آئے گا:

باولا، باولی، باولے بکاولی،
باوٹا، پھاوڑا امراوتی، ساونی،
گاودی سانولا، سانولی، چھاونی
گھناونا، گھناونی، راوتی اتاولا،

اتاولی، اتاولے بچھوا، بسوا،
بھکو بتوا، بھڑوا، بلّوا
بندھوا، روا، بھگوا بچوا،
بٹوا، پتوا پچھوا، پڑوا،
تلواں، تُھوا تمبکوا، ٹھلوا،
ٹلوا، جُموا جُوا، جڑواں،
چھٹوا، چروا، چکوا، چندوا،
دھوانسا، روانسا دووا، ہوا،
کنکوا، کوا، سُتواں، ہروا،
کھڑوا، گھروا، گیہواں، للوا،
ملوا، مال پوا مردوا، نکوا،
نھتوا، مہوا۔

یہاں پر ایک اور قاعدے کو بھی سمجھ لیجیے، جن لفظوں کے آخر میں ''وا'' آتا ہے، جیسے: بچھوا، کھڑوا، ان کی جمع اِس طرح بنے گی کہ ''الف'' نکل جائے گا اور ''وں'' یا یے کا اضافہ کیا جائے گا۔ جیسے بچھوا سے بچھوں اور بچھوے۔

محرف صورت میں بھی ''ے'' کا اضافہ کیا جائے گا، جیسے:

کوّا،	کوّے،	کوّوں
تمبکوا،	تمبکوے،	تمبکوں
بچھوا،	بچھوے،	بچھوں

بٹوا،	بٹوے،	بٹووں
پچھوا،	پچھوے،	پچھووں
چھٹوا،	چھٹوے،	چھٹووں
کنکوا،	کنکوے،	کنکووں
بھڑوا،	بھڑوے،	بھڑووں

''بَھوں'' جسے فارسی میں ابرو کہتے ہیں، اُس کی صورت یہ ہوگی:

بَھوں، بھَوِیں، بھووں۔ جیسے:

ع: بھویں تنتی ہیں، خنجر ہاتھ میں ہے۔ تن کے بیٹھے ہیں

⑥

جن اسموں کے آخر میں واو معروف ہوتا ہے، جیسے: بچھو، اُن کی جمع اِس طرح بنے گی کہ لفظ کے آگے ''وَں'' (ؤں) کا اضافہ کیا جائے گا۔

آنسو	آنسوؤں	ڈاکو	ڈاکوؤں
بازو	بازوؤں	سادھو	سادھوؤں
تمبو	تمبوؤں	ہندو	ہندوؤں
بچھو	بچھوؤں	خالو	خالوؤں
بھالو	بھالوؤں	پلّو	پلّوؤں
پہلو	پہلوؤں	چاقو	چاقوؤں

کچھ اور لفظ:

جستجو،	جستجوئیں،	جستجوؤں
آرزو،	آرزوئیں،	آرزوؤں

خوش بو، خوش بوئیں، خوش بوؤں

گفتگو، گفتگوئیں، گفتگوؤں

بہو، بہوئیں، بہوؤں

یہ خیال رہے کہ ایسی جمعوں میں (بازوؤں وغیرہ) واو کی آواز بہت دبی ہوئی نکلتی ہے۔

واو متحرک

عربی کے کچھ لفظ ایسے ہیں جن میں ''واو'' متحرک ہے (جیسے: مونث) اور اُس کی آواز اُسی طرح دبی ہوئی نکلتی ہے جس طرح بٹوا، چھتوا، اور بوانا جیسے لفظوں میں وہ دب کر نکلتی ہے۔ ایسے لفظوں میں بھی ''واو'' پر ہمزہ نہیں لکھنا چاہیے۔

بعض لوگ عربی کی تقلید میں ''واو'' پر ''ہمزہ'' لکھا کرتے ہیں (مونث) مگر اُردو کے لحاظ سے یہ ٹھیک نہیں اُردو میں ایک آواز کے لیے دو حرفوں کو یک جا نہیں کیا جا سکتا۔ ایک آواز کے لیے صرف ایک حرف آئے گا۔

ایسے کچھ لفظ:

مورّخ، مونث، موثر، موافق، موافقت

مواصلت، مودّب، مواخذ، موازنہ، مونّس

مواخذہ، موقر، موکّد، موکّل، مولّف

مویّد، موذّن، مورّخہ

اِسی طرح:

مورّخوں، موذّنوں، موافقوں، موافقتوں

مواخذوں، موازنوں، موثّوں، موکّلوں، مولّفوں

''الف'' اور ''واؤ'' یک جا کرنا

انگریزی وغیرہ کے ایسے لفظ جن میں ''الف'' اور ''واؤ'' یک جا ہیں، اُن میں بھی ''واؤ'' پر ''ہمزہ'' نہیں لکھنا چاہیے، جیسے:

اناونسر، اکاونٹ، اکاونٹنٹ، پاونڈ، پاوڈر،
ساوتھ، ماوزی تنگ، الاونس، گراونڈ، ساونڈ،
کمپاونڈ، ٹاون ہال، راونڈ۔

ایک بات ہمیشہ ذہن میں رہنا چاہیے کہ ایک ہی آواز کے لیے دو حرفِ علت نہیں آئیں گے۔ کوئی لفظ ہو اور کسی زبان کا ہو۔ حرفِ علت کی آواز کبھی دب جاتی ہے اور کبھی کسی اور آواز میں آمیز ہو جاتی ہے۔ اس سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔

''ہمزہ'' کے ساتھ لکھے جانے والے نام

کچھ ناموں کو کبھی صرف ''ہمزہ'' کے ساتھ لکھا جاتا ہے، جیسے: عطاءاللہ، اور کبھی ''ؤ'' کے ساتھ، جیسے: ذکاؤاللہ۔ یہ عربی کی لکھاوٹ ہے کہ ''ہمزہ'' اور ''واؤ'' کو جمع کیا جائے۔ ایک ہی آواز کے لیے اُردو میں ایسا نہیں ہوتا۔ اِس لیے اُردو میں ایسے سب ناموں کو صرف ہمزہ کے ساتھ لکھنا چاہیے، جیسے:

ذکاءاللہ، ثناءاللہ، علاءالدین، بہاءالدین، ثناءالحق،
ضیاءاللہ، ضیاءالدین، عطاءالرحمان، بقاءاللہ۔

عطف کی صورت میں

مرکبِ عطفی میں ''واؤ'' پر ''ہمزہ'' کسی بھی صورت میں نہیں آئے گا۔ یہ دیکھا گیا ہے

کہ جب پہلے لفظ کے آخر میں ''الف'' یا ''واؤ'' یا ''ی'' یا ''ہائے مختفی'' ہو، تو عطف کے ''واؤ'' پر ہمزہ لگادیا جاتا ہے۔ یہ غلط ہے۔ جس طرح ''دل و جان'' میں ''واؤ'' پر ''ہمزہ'' نہیں آئے گا۔ اسی طرح ''زندگی وموت'' میں بھی ''واؤ'' پر ''ہمزہ'' نہیں آسکتا۔ عطف۔ کے لیے صرف ''واؤ'' آتا ہے۔ ہمزہ اور ''واو (ؤ)'' نہیں آتا۔ یہ مانا ہوا قاعدہ ہے اور اس کے خلاف کبھی نہیں ہوگا کچھ مثالیں:

(الف)

دنیا و دیں، ابتدا و انتہا، اِملا و انشا، اخفا و اظہار
اللہ و رسول، تمنا و حسرت، آبا و اجداد، ہوا و ہوس
شعرا و حکما، علما و فضلا، وفا و جفا، خطا و سزا
جفا و جور، آقا و غلام، ادا و ناز، فنا و بقا

(ب)

زندگی و موت، سادگی و پُرکاری، بے ہنری و ہنرمندی،
بندگی و خواجگی، عاشقی و خودداری، نیکی و بدی،
بے چارگی و ذلت، مولوی و ملا، ترقی و تنزل،
جوانی و پیری

(ج)

مے و نغمہ، مے و جام، نے و سرور، مے و مینا

(د)

گفتگو و جستجو، آرزو و تمنا، نے و سرور، بازو و بغل،

نشوونما، گیسوورخ، ہندوومسلمان، سبوو جام،
اُردووفارسی، ہلاکوو چنگیز، آبروومنصب

(ہ)

مرثیہ وغزل، پیمانہ وصراحی، گذشتہ وآیندہ، مدرسہ وخانقاہ،
پروانہ وشمع، نامہ وپیام، آشیانہ وقفس، خواجہ وہ بندہ،
جادہ ومنزل، فسانہ وحقیقت، نالہ وفریاد، کرشمہ وناز،
جلوہ وپردہ، نالہ وزاری۔

بعض مثالیہ مصرعے:

ع : لطفِ خرامِ ساقی وذوقِ صدائے چنگ۔
ع : زنہار اگر تمہیں ہوسِ نائے ونوش ہے
ع : آوازِ نے وبین ودف وچنگِ خرابات۔
ع : جام سرشارِ ے وغنچہ، لب ریز بہار۔
ع : ہیں تیرے اَبرو ومژگان ونگاہ وچشم آہ۔
ع : لیا چھین ابرو ومژگان نے خاص وعام کا جوڑا۔
ع : ہیں نہال آج آشنا وغیر۔
ع : سادہ وپُرکار تر، غافل وہوشیار تر۔

(12)

’’گاؤ‘‘ میں ’’واؤ‘‘ پر ’’ہمزہ‘‘ نہیں آئے گا۔ اس کی ہندی صورت ’’گئو‘‘ ہے۔ اس کو اِسی طرح لکھا جائے گا۔ جیسے گئوشالا، گئودان، گئوہتیا، گئوپتر، گئوگھاٹ۔

ہمزہ اور ہائے مختفی

لفظ کے آخر میں ''ہائے مختفی'' ہو تو عطف کی صورت میں صرف عطف کا ''واؤ'' لکھا جائے گا۔ ہمزہ کہیں نہیں آئے گا، جیسے: گذشتہ و آیندہ۔ نغمہ و رقص، غنچہ و گل، پردہ و جلوہ، ہائے مختفی کے ساتھ ہمزہ صرف اضافت کی علامت کے طور پر آئے گا۔ یعنی جب لفظ کے آخر میں ہائے مختفی ہوگی اور وہ لفظ مضاف یا موصوف ہوگا، تب اِس ''ہائے مختفی'' پر ''ہمزہ'' لکھا جائے گا۔ جیسے:

غنچۂ نازک، پیمانۂ مے، نغمۂ بہار، پردۂ مجاز،
جلوۂ حقیقت، کعبۂ مقصود، قبلۂ دیدہ و دل، مرثیۂ انیس،
مژدۂ آمد، فصلِ بہار، نظریۂ اضافت، شعلۂ عشق۔

''ہمزہ'' اور ''ی''

سب سے زیادہ غلطیاں ''ہمزہ'' اور ''ی'' کے انتخاب میں ہوتی ہیں۔ یعنی ''ی'' کی جگہ ''ہمزہ'' کو لکھا جاتا ہے۔ مگر سب سے بڑی غلطی اُس وقت ہوتی ہے جب ''ی'' اور ''ہمزہ'' کو جمع کر دیا جاتا ہے، جیسے: ''لیے'' کو ''لئے'' یا ''لئیے'' لکھنا۔ لکھنے والوں کو اِس سلسلے میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ ''ہمزہ'' اور ''ی'' کے قاعدوں کو لکھا جاتا ہے۔ اُن کو اچھی طرح ذہن میں بٹھا لینا چاہیے۔

پیا، سیا، دیا، کیا، لیا، جیا۔

یہ فعل ہیں۔ اِن کی مختلف صورتوں میں ''ہمزہ'' کبھی نہیں آئے گا، اِسی طرح:

پیا، پیے، پیو، پییں، پیے گا، پیوگے، پییں گے۔
سیا، سیے، سیو، سییں، سیے گا، سیوگے، سییں گے۔
دیا، دیے۔

کیا، کیے۔
جیا، جیے، جیو، جییں، جیے گا، جیو گے، جییں گے۔
لیا، لیے۔

فائدہ:

’’لیے‘‘ فعل ہو (جیسے: ہم نے دو قلم لیے) یا لاحقے کے طور پر آئے (جیسے: میرے لیے، اُن کے لیے، تمہارے لیے۔) ہر صورت میں آخر میں دو ’’ی‘‘ ہوں گی (لِ ی ے = لیے)

اس سلسلے میں ایک قاعدے کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ کسی بھی لفظ میں جب ’’ی‘‘ سے پہلے والے حرف پر زیر ہوگا، تو وہاں دو ’’ی‘‘ آئیں گی۔ پہلی ’’ی‘‘ کی جگہ ’’ہمزہ‘‘ کبھی نہیں آئے گا۔ جیسے: لیے (ل ی ے)، دیے (دِ ی ے)، پیے (پ ی ے) وغیرہ۔

’’ہمزہ‘‘ صرف اُس صورت میں آئے گا۔ جب ’’ی‘‘ سے پہلے والے حرف پر زبر ہو یا ’’الف‘‘ یا ’’واؤ‘‘ ساکن ہو، جیسے: گئے، نئے، لائے، گائے، کھوئے، بوئے۔

②

کیجیے، دیجیے، لیجیے، وغیرہ فعل امر کی تعظیمی صورتیں ہیں۔ ایسے افعال کے آخر میں دو ’’ی‘‘ ہوتی ہیں۔ اِن میں پہلی ’’ی‘‘ کی جگہ پر ہمزہ لکھنا (دیجئے) غلط ہوگا۔

اِس کو یوں بھی دیکھیے کہ ’’دیجیے‘‘ کی ایک صورت ’’دیجیو‘‘ ہے اور اس میں پہلی ’’ی‘‘ اپنی جگہ پر برقرار ہے، آخری ’’ی‘‘، ’’واؤ‘‘ میں تبدیل ہوگئی ہے (دی جی ی ے + دی ج ی و = دیجیو) اس سے پوری طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ’’دِیجیے‘‘ جیسے افعال میں آخر میں دو ’’ی‘‘ ہیں۔ اس قاعدے کا پہلے ہی ذکر آچکا ہے کہ پہلے حرف پر اگر زیر ہو تو اس کے بعد لازماً ’’ی‘‘ ہوتی ہے۔ وہی صورت یہاں بھی ہے (دی ج ی ے۔ ل ی ج ی ے) یہی صورت ’’لیے‘‘ اور ’’دیے‘‘ وغیرہ کی ہے۔ ایسے کچھ فعل:

کیجیے، کیجیو، دیجیے، دیجیو، پیجیے، پیجیو۔
کھینچیے، کھینچیو، لیجیے، لیجیو، بخشیے، بخشیو۔
پڑھیے، پڑھیو، لکھیے، لکھیو، دیکھیے، دیکھیو۔
پکڑیے، پکڑیو، لڑیے، لڑیو، بولیے، بولیو۔
کھولیے، کھولیو۔

ایسے ہی کچھ فعل وہ ہیں جن میں آخر کی دو ''یاؤں'' سے پہلے، کسی اور حرف کے بجائے، ''ہمزہ'' ہے۔ جیسے: جایئے (ج ا ی ے)۔ اُن کو بھی اسی طرح لکھا جائے گا کہ آخر میں دو ''ی'' ہوں گی۔ ''دیجیے'' میں تیسرا حرف ''ج'' ہے، اسی طرح ''جایئے'' میں تیسرا حرف ''ہمزہ'' ہے، آخر کے دونوں حرف اپنی جگہ پر محفوظ ہیں:

لایئے (ل ا ی ے)،	لائیو۔
پایئے (پا ی ے)	پائیو۔
آیئے،	آئیو۔
کھایئے،	کھائیو۔
بنایئے،	بنائیو۔
دکھایئے،	دکھائیو۔
اٹھایئے،	اٹھائیو۔
پڑھایئے،	پڑھائیو

اِس کا اصول یہ ہے کہ جن مصدروں میں، علامتِ مصدر ''نا'' سے پہلے ''الف'' یا ''واؤ'' ہوتا ہے (جیسے: جانا اور رونا) جب اُن سے بعض فعل بنتے ہیں تو اُن میں ''ے'' آتا ہے، جیسے: جائے، لائے، پائے، روئے، دھوئے، کھوئے۔

اِن مصدروں سے جب امرِ تعظیمی بنیں گے تو اُس آخری ''ی'' کے آگے ایک ''یے'' اور بڑھا دی جائے گی۔ علامت کے طور پر، جیسے:

لائے سے لائیے (لا ئی ے)، پائے سے پائیے، آئے سے آئیے،
کھوئے سے کھوئیے، وغیرہ۔

جن مصدروں میں ”نا“ سے پہلے ”الف“ یا ”واو“ کے بجائے کوئی اور حرف ہو، اُن سے جب فعلِ امر بنتے ہیں تو اُن کے آخر میں صرف ایک ”یے“ ہوتی ہے، جیسے: چلنا سے چلے، اور بننا سے بنے اور کرنا سے کرے۔ اِن سے جب تعظیمی فعل بنیں گے تو اِس ”یے“ کے آگے ایک اور ”یے“ (علامت کے طور پر) بڑھائی جائے گی، جیسے: کرے سے کریے، بنے سے بنیے، سُنے سے سُنیے وغیرہ۔ بعض مثالیں:

ع : دن ہنس کے کاٹ ڈالیے، ہمت نہ ہاریے۔
ع : باتیں اِدھر کو کیجے، اُدھر آنکھ ماریے۔
ع : کیا بیاں کریے کہ شرم آتی ہے عرضِ حال سے۔
ع : جی چاہتا ہے شیخ کی پگڑی اتاریے۔
ع : دروازہ کھلنے کا نہیں، گھر کو سدھاریے۔
ع : بانگِ جرس کی طرح کہاں تک پکاریے۔
ع : رہیے اب ایسی جگہ چل کر، جہاں کوئی نہ ہو۔
ع : پڑیے گر بیمار، تو کوئی نہ ہو بیماردار۔

ع: چاہیے اچھوں کو، جتنا چاہیے۔

③

الف:

جن لفظوں کے آخر میں ”واو“ ساکن ہوتا ہے، ان میں ”واو“ پر ”ہمزہ“ نہیں آ سکتا، جیسے: دیو، جنیو۔ اِسی طرح جن لفظوں کے آخر میں یے ساکن ہوتی ہے (اور اُس ہے پہلے ”الف“ یا ”واو“ ہوتا ہے) تو اُس پر بھی ہمزہ نہیں آ سکتا۔ جیسے: ”گاے“ اگر اُس کو ”گائے“ لکھا جائے گا تو لفظ ہی بدل جائے گا، اور اب یہ ”گانا“ مصدر کا ایک فعل ہوگا، جیسے: اُس سے کہو کہ وہ

گانا گائے، چند ایسے لفظ درج ذیل ہیں:

راے، گاے، ہاے، چاے، واے، براے،
آبنائے، سواے، بجاے، سہاے، سراے، وائسراے،
اُپاے۔

بعض مثالیں:

ہر وقت چاے کا وقت۔ آپ کی راے کیا ہے؟
گاے کا دودھ پی لو۔ ان کے بجاے کون آئے گا؟
ہندستان کا آخری وائسراے کون تھا؟ ہر وقت ہاے ہاے مت کیا کرو۔
راے بہادر صاحب نے کیا کہا تھا؟

ایسے لفظوں کے لکھنے میں یہ غلطی اکثر دیکھنے میں آتی ہے کہ "یے" پر "ہمزہ" کو بھی مسلط کر دیا جاتا ہے اور اُس سے اِملا چوپٹ ہو جاتا ہے۔ مثلاً: "چاے" تین حرفی لفظ ہے، جس کے آخر میں "یے" ہے اور اُس سے پہلے "الف" ہے، اگر اِس کو "چائے" لکھا جائے تو یہ چار حرفی لفظ ہو جائے گا اور "الف" اور "یے" کے بیچ میں ایک اور حرف (ہمزہ) آ جائے گا۔

جب کہ اِس کے لیے گنجائش ہی نہیں۔ تین حرفی لفظ، چار حرفی بن جائے۔ اس سے لفظ بھی بگڑے گا اور اِملا بھی۔

(ب)

اِسی طرح جن لفظوں کے آخر میں یے ہو اور اِس سے پہلے والے حرف پر زبر ہو، جیسے: مَے؛ تو ایسے لفظوں میں بھی "ہمزہ" کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ ایسے لفظ یہ ہیں:

مَے، نَے، لَے، شَے، پَے، پیالَے، درپَے،
پَے درپَے، قَے، جَے، ہَے، طَے، رَے۔

اضافت

’’ہمزہ‘‘ کا سب سے زیادہ غلط استعمال اضافت کی صورت میں ہوتا ہے۔ اضافت کا سیدھا سا قاعدہ یہ ہے کہ لفظ کے آخری حرف پر اضافت کا زیر آجاتا ہے۔ جیسے ایک لفظ ہے ’’دل‘‘ اضافت کی صورت میں لام پر زیر آجائے گا، جیسے: دلِ عاشق ایسے لفظوں کے لکھنے میں غلطی بھی نہیں ہوتی۔ غلطی ہوتی ہے اُن لفظوں میں جن کے آخر میں ’’ی‘‘ یا ’’یے‘‘ ہوتی ہے کہ اُس ’’ی‘‘ پر ’’ہمزہ‘‘ لکھ دیا جاتا ہے۔ حالاں کہ قاعدے کے مطابق ’’ی‘‘ پر زیر آجائے گا، اور بس، جیسے ایک لفظ ہے ’’بندگی‘‘ اضافت کی صورت میں، اِس کی ’’ی‘‘ پر زیر آجائے گا: ’’بندگیِ‘‘، جیسے: بندگیِ خدا، اس کو ’’بندگیء خدا‘‘ لکھنا بالکل غلط ہوگا۔ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، اُردو میں ایک آواز کے لیے دو حرف نہیں آتے، تو پھر یہاں اضافت کے لیے دو حرف (ی اور ء) کیسے جمع ہو جائیں گے؟

اگر کسی نے ’’بندگیء خدا‘‘ لکھا ہے تو اسے یا تو ’’بندگی ءِ خدا‘‘ پڑھنا پڑے گا، یا پھر ’’بندگ ءِ خدا‘‘ ماننا ہوگا اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں صورتیں ٹھیک نہیں۔

(الف)

اس قاعدے کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ (الف) لفظ کے آخر میں اگر ''ی'' ہے تو اضافت کی صورت میں اور الفاظ کی طرح، اُس ''ی'' پر (جو لفظ کا آخری حرف ہے) اضافت کا زیر آ جائے گا، ہمزہ کبھی نہیں آئے گا، جیسے:

بندگیِ خدا،
زندگیِ بے وفا،
درستیِ املا،
سردیِ کشمیر،
جوانیِ بے پروا،
دوریِ وطن
تازگیِ خیال،

مرضیِ مولا،
والیِ شہر،
خوبیِ قسمت،
گرمیِ قیامت،
فارسیِ جدید،
فدویِ خاص،
بے خودیِ عشق،

سواریِ ریل،
خرابیِ اخلاق،
مجبوریِ اخلاق،
صراحیِ شراب،
تیاریِ سفر،
کرسیِ صدارت،

بعض مثالیں:

ع : ذرا ہو گرمیِ صحبت تو خاک کر دے چرخ۔
ع : اف ری تپ گرمیِ محبت۔
ع : تھی برہمیِ زلفِ پریشاں کی شکایت۔
ع : ہم نے اس زندگیِ عشق میں کیا کیا دیکھا۔

(ب)

ایسے بہت سے لفظ ہیں جن کے آخر میں ''ئی'' کا لاحقہ شامل کر کے، اسمِ فاعل وغیرہ بنا لیتے ہیں، جیسے ''رعنا'' سے ''رعنائی'' اور ''زیبا'' سے ''زیبائی'' وغیرہ اضافت کی صورت میں ایسے

لفظوں میں بھی ''ی'' پر اضافت کا زیر آ جائے گا، جیسے:

زیبائیِ چمن، رعنائیِ خیال، رسوائیِ عاشق، صفائیِ شہر
گدائیِ شہرت، بے وفائیِ دنیا، خدائیِ فرعون، جدائیِ معشوق
یکتائیِ محبوب۔

یہ پہلے ہی لکھا جا چکا ہے کہ عطف کی صورت میں بھی ''ی'' پر ''ہمزہ'' کبھی نہیں لکھا جائے گا، جیسے: زندگی و موت، جوانی و پیری، رعنائی و زیبائی، خدائی و بندگی وغیرہ۔

(ج)

کچھ لفظ ایسے ہیں جن کے آخر میں ''ی'' موقوف ہوتی ہے یعنی ''ی'' سے پہلے والا حرف بھی ساکن ہوتا ہے جیسے: سعی، نہی، نفی۔

اضافت (اور عطف) کی صورت میں اس ''ی'' پر بھی ''ہمزہ'' کبھی نہیں آئے گا۔ قاعدے کے مطابق ''ی'' پر اضافت کا زیر آئے گا۔ جیسے:

وحیِ خدا، سعیِ غیر، وحی والہام، نفی واثبات

ع : سعیِ لا حاصل مداوائے مریضِ عشق ہے۔
ع : نہی مے خواری کرے جس دم وہ محبوبِ خدا۔
ع : وحی والہام سے بڑھ کر ہے یہاں کون سی چیز۔

(د)

اشعار میں کبھی کبھی شعری ضرورت سے لفظ کے آخر کی ''ی'' مشدد بھی ہو جاتی ہے۔ جیسے: سردیِّ حنا پہنچے ہے عاشق کے جگر تک۔ یہاں بھی ''ہمزہ'' کی گنجائش نہیں یعنی اِس کو ''سردئ حنا'' لکھنا قطعاً غلط ہوگا۔ تشدید کی جگہ ''ہمزہ'' کسی بھی صورت میں نہیں آ سکتا۔ بعض مثالیں:

سرخیِ رنگِ رخ سے چمک اور بڑھ گئی۔

زندگیِ بے وفا! تجھ سے محبت کیا کریں بے گانگیِ اہلِ دنیا سے کیا غرض ہے۔

ساقیِ مست نے جو اُٹھایا تھا جامِ مے۔

(۵)

جن لفظوں کے آخر میں ''یے'' ہوگی، وہاں بھی اضافت کے لیے ''یے'' پر ''ہمزہ'' نہیں آئے گا، اُس ''یے'' کو مسکور مان لیا جائے گا۔ ہاں، اُس ''یے'' پر اضافت کا زیر لگانے کی ضرورت نہیں، جیسے:

براے خدا، بجاے غنچہ وگُل، سراے فانی، چاے گرم،
راے عالی، جاے رحم، یاے خیال۔

ان کو ''برائے خدا'' یا ''سرائے فانی'' یا ''رائے عالی'' لکھنا غلط ہوگا۔ ایک اضافت کے لیے ''یے'' اور ع، دو دو حرف کیسے آ سکتے ہیں؟

بعض مثالیں:

ع : سواے بے کسی اب کوئی آسرا نہ رہا۔
ع : بجاے غنچہ وگُل ہے ہجومِ خار و خس یاں تک۔
ع : دنیا بھی عجب سراے فانی دیکھی۔
ع : راے عالی میں جو آتا ہے وہ مجھ سے کہیے۔
ع : منہ سے کچھ تو کہو براے خدا۔
ع : کر رہا صیاد جلدی سے کہ جاے رحم ہے۔

(و)

مے، نے کی طرح کے لفظ، جن میں ''یے'' سے پہلے والے حرف پر زبر ہوتا ہے، اضافت کی صورت میں یہ ''یے'' بھی مکسور ہو جائے گی اور ہمزہ یہاں بھی نہیں آ سکتا۔ البتہ اس ''یے'' پر اضافت کا زیر ضرور لگایا جائے گا، جیسے:

مےِ صاف، شےِ دیگر، شےِ لطیف، پےِ دنیا، درپےِ آزار۔

عطف کی صورت میں بھی ایسے الفاظ میں ''ہمزہ'' کبھی نہیں آئے گا، جیسے: نے و نغمہ، مے و معشوق وغیرہ۔

اِس بات کو اصول کی حیثیت سے یاد رکھنا چاہیے کہ اضافت کی صورت میں اور عطف کی صورت میں ''ی'' یا ''یے'' پر ''ہمزہ'' کبھی نہیں آئے گا۔

(ز)

جن لفظوں کے آخر میں ''الف'' ہوتا ہے، اضافت کی صورت میں اُن کے آگے ایک ''یے'' کا اضافہ کیا جاتا ہے، جیسے ''دنیا'' سے ''دنیاے فانی'' اِس ''یے'' پر بھی ''ہمزہ'' کبھی نہیں آئے گا۔ جیسے:

دنیاے رنگ و بو، ابتداے عشق، انتہاے تلاش، اِملاے اُردو،
شرفاے قوم، سزاے قید، خداے بزرگ، انبیاے کرام،
دعاے مظلوم، مدعاے ضروری، تقاضاے شوق، دواے دردِ دل
مبتلاے آفت، شہداے کربلا، علماے کرام، تمناے عاشق
تماشاے دنیا۔

ع : گُل کی جفا بھی دیکھی، دیکھی وفاے بلبل۔

ع : تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں۔

ع : ابتدائے شوق میں یہ حال ہے۔

ع : وہ جو بیچتے تھے دوائے دل، وہ دکان اپنی بڑھا گئے۔

ع : جفائے آسماں کا شکوہ مت کر۔

ع : انتہائے شوق کا ہے یہ مآل۔

(ح)

اسی طرح جن لفظوں کے آخر میں واو (معروف یا مجہول) ہوتا ہے، اضافت کی صورت میں اُن کے آگے بھی ''یے'' کا اضافہ کیا جاتا ہے، جیسے: ''گفتگو'' سے ''گفتگوے شوق۔''

بوے گل، سوے چمن، خوش بوے وفا، چارسوے دہر

روے دوست، کوے ملامت، پہلوے غیر، بازوے حبیب

آرزوے تسکین، آبروے وطن، گیسوے سیاہ، جادوے بنگال،

خوے رشک۔

ع : بوے گل، رنگِ چمن، اور یہ عمرِ گذراں۔

ع : پھر وہ سوے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے۔

ع : دل پھر طوافِ کوے ملامت کو جائے ہے۔

ع : اُس کو کچھ ڈر نہیں، منہ سوے خدا ہے جس کا۔

ع : سعیِ لا حاصل مداواے مریضِ عشق ہے۔

(فائدہ):

ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جب شعر میں ''واوِ'' معروف خوب کھینچ کر نہ پڑھا جائے، اُس

صورت میں اُسی ''واو'' پر اضافت کا زیر لگا دیتے ہیں اور ''یے'' کا اضافہ نہیں کرتے۔ جیسے:

ع : گیسوِ تاب دار کو اور بھی تاب دار کر۔
ع : دُکھنے لگے پہلوِ فراشی۔

یہ مناسب طریقہ ہے۔ مگر اس کا تعلق نظم سے ہے۔ نثر میں ہمیشہ ایسے موقوف پر ''یے'' کا اضافہ کیا جائے گا۔

(ط)

جن لفظوں کے آخر میں ''واو'' ساکن ہو اور اُس سے پہلے والے حرف پر کوئی حرکت ہو یا سکون ہو، جیسے: پیرو، سَرو؛ تو اضافت کی صورت میں اُس ''واو'' پر زیر آ جائے گا، ''یے'' کا اضافہ نہیں کیا جائے گا، جیسے:

پیروِ اُستاد، سروِ باغ، خسروِ پرویز۔

☆

پاے (پیر)، جاے (جگہ)، سواے، پاے (فارسی کے ایک مصدر ''پاییدن'' کا امرِ حاضر)؛ یہ لفظ کبھی مع ''یے'' آتے ہیں اور کبھی اُس کے بغیر، یعنی پا اور پاے، جا اور جاے، سوا اور سواے۔

یہ لفظ مع ''یے'' خواہ اضافت کے ساتھ آئیں یا اضافت کے بغیر، مفرد ہوں یا مرکب، ہر صورت میں صرف ''یے'' لکھی جائے گی، اِس پر ہمزہ کبھی نہیں لکھا جائے گا۔ جیسے:

پابند، پاے بند، پامال، پاے مال،
پاے مالی۔ پابوس، پاے بوس، پاے بوسی۔ پاے دان، پاے تخت،
پاے درِگل، پاے دار (پایدار)، پاے داری (پایداری)، جاداد،
جاے داد، جاے گاہ، جاے ادب، جانشین،
جاے نشین، پازیب

ع : فقط موتیوں کی پری پاے زیب۔

ع : جھلک پایجامے کی دامن سے یوں۔

ع : چاندنی کی جاے بچھتی ماہ تاب۔

ع : کر رہا صیاد جلدی سے کہ جاے رحم ہے۔

جب لفظ کے آخر میں ’’الف‘‘، ’’واؤ‘‘، ’’ی‘‘ یا ’’یے‘‘ ہو، تو کسی بھی صورت میں اضافت کے لیے ’’ہمزہ‘‘ نہیں آئے گا۔ اضافت کے لیے ’’ہمزہ‘‘ صرف ایک صورت میں آتا ہے جب کہ لفظ کے آخر میں ’’ہاے مختفی‘‘ ہو، جیسے: نامۂ شوق، اس ایک صورت کے علاوہ اور کسی صورت میں اضافت کے طور پر ’’ہمزہ‘‘ نہیں آئے گا۔ ان قاعدوں کو مختصر اً پھر لکھا جاتا ہے:

① جب لفظ کے آخر میں ’’ی‘‘ ہوگی تو اضافت کی صورت میں اِس ’’ی‘‘ پر زیر آجائے گا، جیسے: بندگیِ خدا، رعنائیِ تصور۔

② جب یہ ’’ی‘‘ مشدّد ہوگی، تو ’’ی‘‘ کے اوپر تشدید لکھی جائے گی اور اِس کے نیچے اضافت کا زیر آئے گا، جیسے: ع: سردیِّ حنا پہنچے ہے عاشق کے جگر تک۔

③ جن لفظوں کے آخر میں ’’یے‘‘ (جزوِ لفظ کی حیثیت سے) ہوگی، ایسے لفظوں میں ’’یے‘‘ پر ہمزہ کبھی نہیں لکھا جائے گا، جیسے: راے، چاے، ہاے۔

④ اضافت کی صورت میں ایسے لفظوں کی ’’یے‘‘ کو مکسور مان لیا جائے گا۔ اُس ’’یے‘‘ پر نہ ہمزہ آئے گا اور نہ اس کے نیچے زیر آئے گا، جیسے: راے عالی، سراے کہنہ، چاے گرم۔

⑤ جب لفظ کے آخر میں ’’الف‘‘ یا ’’واؤ‘‘ (معروف یا مجہول) ہوگا تو اضافت کے لیے ’’یاے‘‘ مجہول کا اضافہ کیا جائے گا۔ یہ ’’یاے‘‘ مجہول، اضافت کی علامت کی حیثیت سے آئے گی، اِس لیے اس ’’یے‘‘ پر ’’ہمزہ‘‘ نہیں لکھا جائے گا، نہ اُس پر زیر لگایا جائے گا، جیسے: ابتداے شوق، انتہاے غم، گفتگوے غیر، پہلوے غیر۔

⑥ جن لفظوں کے آخر میں ''یے'' ہو اور اُس کا ماقبل مفتوح ہو، تو اُس ''یے'' پر اضافت کا زیر لگایا جائے گا، جیسے: مےِ صاف، شےِ دیگر۔

⑦ جن لفظوں کے آخر میں ''واؤ'' ہو اور اُس کا ماقبل مفتوح یا مکسور یا ساکن ہو، اِن صورتوں میں اسی ''واؤ'' پر اضافت کا زیر آئے گا، جیسے: پیروِ میر، سروِ باغ۔

⑧ جن لفظوں کے آخر میں واو معروف ہو اور شعر میں وہ خوب کھینچ کر نہ پڑھا جائے تو یہ جائز ہو گا کہ اُس کے آگے علامت اضافت (یے) کا اضافہ کرنے کے بجائے اُسی ''واؤ'' پر زیر لگا دیا جائے جیسے: گیسوِ تاب دار کو اور بھی تاب دار کر۔ مگر دو حرفی لفظوں کے آگے ''یے'' کا اضافہ کرنا چاہیے۔

-☆-

''مبدء'' اور ''سوء'' یہ دونوں عربی کے لفظ ہیں اور اُردو میں اسی طرح مستعمل ہیں، اضافت کی صورت میں ''ہمزہ'' پر اضافت کا زیر آ جائے گا، جیسے:

سوءِ ظن، سوءِ ہضم، سوءِ اتفاق، سوءِ ادب،
مبدءِ فیض، مبدءِ فیاض، مبدءِ اول۔

لفظ کے آخر میں ''یا'' کا استعمال

(الف):

ایسے لفظ جن کے آخر میں ''یا'' ہوتا ہے جیسے: بہروپیا، کباڑیا، دیا (چراغ)، ڈوریا، محرف صورت میں اور جمع کی صورت میں، اِن میں ''الف'' کی جگہ ''یے'' آ جاتی ہے، جیسے: بھیڑیا اور بھیڑیے، یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اِس صورت میں لفظ کے آخر میں دو ''ی'' یک جا ہوتی ہیں۔

پہلی ''ی'' تو لفظ کا جز ہوتی ہے (بھیڑِ ی) اور دوسری ''ی'' کا اضافہ کیا جاتا ہے (بھیڑِ ی)۔ ظاہر ہے کہ ہمزہ یہاں نہیں آ سکتا۔ اِسی طرح جب جمع کے لیے ''وں'' کا اضافہ کیا جائے گا، تب بھی ''ہمزہ'' نہیں آئے گا۔ مثال کے طور پر ایسے کچھ لفظوں کو لکھا جاتا ہے، ایسے باقی لفظوں کو اُن پر قیاس کیا جا سکتا ہے:

بنیا، بنیے (بن ی ے)، بنیوں، پُر بیا، پر بیے،
پر بیوں، بہروپیا، بہروپیے، بہروپیوں، پہیا،
پہیے، پہیوں۔ بھکتیا، بھکتیے، بھکتیوں،
تولیا، تولیے، تولیوں، بھیا، بھیے،
بھیوں، پہاڑیا، پہاڑیے، پہاڑیوں، جانگیا،
جانگیے، جانگیوں، دِیا (چراغ)، دِیے، دِیوں،
لہریا، لہریے، لہریوں، ڈاکیا، ڈاکیے،
ڈاکیوں، کباڑیا، کباڑیے، کباڑیوں، ہنسیا،
ہنسیے، ہنسیوں۔

(ب):

جن لفظوں کے آخر میں ''یہ'' (ی اور ہائے مختفی) ہو، جیسے: مرثیہ، تعزیہ؛ ان کی بھی یہی صورت ہے کہ محرف صورت میں ''ہ''، ''یے'' سے بدل جائے گی، مثلاً: تعزیہ، تعزیے، (تعزِ ی ہ ......تعزِ ی یے) ایسے کچھ لفظ درج ذیل ہیں:

مرثیہ، مرثیے، مرثیوں۔ تجزیہ، تجزیے، تجزیوں۔
نظریہ، نظریے، نظریوں۔ تصفیہ، تصفیے، تصفیوں۔
اشاریہ، اشاریے، اشاریوں۔ قافیہ، قافیے، قافیوں۔

اداریہ، اداریے، اداریوں۔ دہریہ، دہریے، دہریوں۔

انشائیہ، انشائیے، انشائیوں۔ بخیہ، بخیے، بخیوں۔

(ج):

فارسی عربی کے سب لفظوں کی یہی صورت ہوگی:

سایہ، سایے، سایوں۔ کرایہ، کرایے، کرایوں۔

ہم سایہ، ہم سایے، ہم سایوں۔ سرمایہ، سرمایے (سرمای ے)۔

پیرایہ، پیرایے، پیرایوں۔ آیہ (“آیت” کی صورت) آیے۔

پایہ، پایے، پایوں۔ چوپایہ، چوپایے، چوپایوں۔

(فائدہ):

ایسے فارسی عربی لفظوں کی سب صورتوں میں (مفرد ہوں یا مرکب) پہلی “ی” برقرار رہے گی، کیوں کہ وہ لفظ کا جز ہے، جیسے لفظ ہے “ہم سایہ” اس میں “ی” جزوِ لفظ ہے، اس لیے جب “ہم سایگی” بنے گا تو وہ اپنی جگہ پر رہے گی...... ایسے کچھ لفظ:

ہم پایہ	ہم پایگی
ہم سایہ	ہم سایگی
بے مایہ	بے مایگی

آخری حرف “ش”

فارسی کے کچھ حاصل مصدر ہیں جن میں آخری حرف “ش” ہوتا ہے اور اس سے پہلے “ی” ہوتی ہے، جیسے: نمایش، اُن کو اِسی طرح لکھا جائے گا، “ی” کی جگہ “ہمزہ” نہیں آئے گا۔

ایسے حاصل مصدر:

آسایش، آرایش، آزمایش، افزایش،
آسایش، آلایش، بخشایش، پیمایش،
ستایش، فرمایش، کشایش، گنجایش،
نمایش۔

حاصل مصدر بنانے کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ امرِ حاضر کے آگے ''ش'' بڑھایا جاتا ہے۔ جیسے مصدر ہے: آراستن، اُس کا مضارع ہوگا: آراید، اُس سے امر بنے گا: آراے، اور حاصل مصدر بنانے کے لیے اُس امر کے آگے جب ''ش'' کا اضافہ کیا جائے گا تو ''آرایش'' ہوگا:

(آراے + ش = آرایش)

جن مصدروں کے فعلِ مضارع میں ''ید'' ہوگا، اُن سے بننے والے افعال و اسما میں وہ ''ی'' برقرار رہے گی، کیوں کہ وہ جزوِ لفظ ہے، جیسے ایک مصدر ہے ''شایستن'' اُس کا مضارع ''شاید''، ''شایستہ'' اسمِ مفعول ہے، ''شایستگی'' اِسی سے بنا ہے، ''شایاں'' بھی اِسی مصدر سے بنا ہے۔ اُردو میں ایسے کچھ الفاظ مستعمل ہیں، مثلاً:

آیندہ (زمانہ آیندہ)، پایندہ (پایندہ باد)، پاے دار، پاے داری،
پایندگی، شاید، باید و شاید، بایست (بہ قدر بایست)
شایاں، شایستہ، شایستگی، نمایندہ،
نمایندگی، نمایاں، نمایشی، آزمایشی،
آرایشی، ستایشی، ستایش گر، ستایش گری
پیدایش، فہمایش، رہایش، زیبایش،
گرمایش۔

یہ لفظ خلافِ قاعدہ بنے ہوئے حاصل مصدر ہیں۔ ان کو بھی اِسی طرح لکھا جائے گا۔

رایگاں، شایگاں، اِن دونوں لفظوں میں تیسرا حرف ''ی'' ہے۔ اِن کو اِسی طرح لکھا

جائے گا اوپر جس قدر لفظ لکھے گئے ہیں، اُن میں ''ی'' کی جگہ ہمزہ لکھنا ٹھیک نہیں ہو گا۔ مثلاً ''نمائندہ، شائستہ، رائگاں، پائداری'' (وغیرہ) لکھنا غلط ہو گا ہر جگہ ''ہمزہ'' کی جگہ ''ی'' لکھی جائے گی۔

(فائدہ):

''سرمایہ دار'' اور ''سایہ دار'' ان دو کلموں کو واحد جمع دونوں صورتوں میں اِسی طرح لکھا جائے گا۔ جیسے: وہ بڑا سرمایہ دار ہے، اور سرمایہ داروں نے جال پھیلا رکھا ہے۔ یہ درخت سایہ دار ہے، اور سایہ دار درخت ہر طرف لگے ہوئے ہیں۔

آخر میں ''یت'' کا استعمال

حمایت، ولایت، عنایت جیسے لفظ، جن کے آخر میں ''یت'' ہے، جب (اسمِ فاعل یا اسمِ منسوب بنانے کے لیے) ان کے آگے ''ی'' کا اضافہ کیا جائے گا تو وہ پہلی ''ی'' اپنی جگہ پر رہے گی، جیسے: ''حمایت'' سے ''حمایتی'' (حمای ت + ی = حمایتی) اِس کو ''حمائتی'' لکھنا غلط ہو گا۔ اِسی طرح ولایتی، عنایتی، پنچایتی وغیرہ۔

دو ''ی'' کا استعمال

عربی کے کچھ مصدر ہیں (بابِ تفعیل سے) جن میں اصلاً دو ''ی'' یک جا ہیں، جیسے: تعیین، ایسے سات مصدر اُردو میں کچھ زیادہ مستعمل ہیں۔ ان میں سے دو مصدر تو اصل کے مطابق ہی استعمال میں آتے ہیں، وہ یہ ہیں: تعیین اور تبیین، اور باقی پانچ مصدروں میں پہلی ''ی''، ''ہمزہ'' سے بدل گئی ہے، یہ ہیں: تذلیل، تخئیل، تزئین، تغیر اِن کو اِسی طرح لکھنا چاہیے۔

لاحقہ ''یل''

اُردو کا ایک لاحقہ ہے ''یل'' جیسے: اڑیل، سڑیل، دڑھیل، اس میں ''ی'' پر زبر ہے، اس لئے وہ پوری طرح تلفظ میں آتی ہے اور اِسی لیے اُس کو لکھا جاتا ہے۔ اُن کو ''سڑئل'' (وغیرہ) لکھنا غلط ہوگا۔

یہ قاعدہ ہے (قاعدہ کُلیہ) کہ جب درمیانِ لفظ میں ''ی'' پر زبر ہوگا تو اُس جگہ ''ہمزہ'' کبھی نہیں آئے گا اور مکسور ہونے کی صورت میں ''ہمزہ'' آئے گا۔ جیسے سہایک (سہای ک) کو جب بہ فتح چہارم پڑھا جائے گا تو وہ چوتھا حرف لازماً ''ی'' ہے اور اگر اُس کو بہ کسر چہارم پڑھا جائے تو پھر یہ ''سہائک'' ہوگا۔ اِسی طرح نراین، نایک، گھایل، پایل وغیرہ۔ مثلاً: ''مخمل'' اور ''بادل'' کے قافیے میں ''گھایَل'' آئے گا اور ''دِل'' اور ''بِسمل'' کے قافیے میں ''گھائل'' آئے گا۔

انگریزی لفظ شیکسپیر وغیرہ

(الف):

نیچے انگریزی کے کچھ لفظ لکھے جا رہے ہیں، اِن میں اور اِن کی طرح کے اور سب لفظوں میں، خواہ وہ کسی زبان کے ہوں، آخر سے پہلے والے حرف کی جگہ پر ''ی'' لکھی جائے گی، ''ہمزہ'' کبھی نہیں آئے گا اور وجہ وہی ہے کہ یہ ''ی'' مفتوح ہے اور اس سے پہلے والے حرف پر زیر (کسرہ) ہے، جو ''ی'' سے موافقت رکھنے والی حرکت ہے۔ ایسے کچھ لفظ:

جونیَر (جونِ یَ ر)، سینیر، پانیر، کیشیر، برگیڈیر

میَر (م یَ ر)، ہیَر ڈریسر، پیر، شیکسپیر، بودلیر

کیریَر، ایریَر، سووی نیر، انڈین، ایرئین،

ایشین، اسیشین، آرین، کمیڈین، لائبریرین،
چمپین، سویلین، پویلین، کسٹوڈین، وکٹورین،
سیریل، امپیریل۔

(ب):

اوپر جو لفظ لکھے گئے ہیں ان میں ''ی'' مفتوح ہے۔ اِس قاعدے کو پھر لکھا جاتا ہے کہ مکسور ہونے کی صورت میں ایسے مقامات پر ''ہمزہ'' آئے گا، جیسے:

رائفل (راءِفل)، جائفل، چائنا، وائنا، ٹرائل،
سائکالوجی، مزائل، سائڈ، بائبل، سائکل،
لائٹ، پائپ، ٹائپ، سائز، فائل، ڈائرکٹر،
وائن، ٹائل، مائنس، سائنس، نائٹروجن۔

اسمِ فاعل میں ہمزہ کا استعمال

(الف):

عربی کے بہت سے اسمِ فاعل ایسے ہیں جن میں ''ہمزہ'' لکھا جائے گا: ایسے کچھ لفظ:

قائل، سائل، مائل، قائم، دائم، صائم،
متشائم، لائق، فائق، تائب، نائب، صائب،
غائب، دائر، سائر، زائر، طائر، ضائع،
شائع، فائز، جائز، عائد، زائد، مطمئن

(ب):

یہی صورت بہت سی جمعوں کی ہے:

خزائن، قرائن، دفائن، نفائس، نقائص، فرائض،
قبائح، لوائح، وقائع، صنائع، بدائع، ذرائع،
شرائط، نتائج، جرائد، فوائد، عقائد، حمائد،
قصائد، شدائد، وظائف، طوائف، کوائف، عجائب،
غرائب، حقائق، وقائق، فائق، مسائل، فضائل،
رسائل، وسائل، دلائل، قبائل۔

اِس انداز کے سب اسمِ فاعل اور اسماے جمع اِسی طرح مع ہمزہ لکھے جائیں گے۔

(ج):

کچھ متفرق لفظ:

معائنہ، ذائقہ، طائفہ، دائرہ، جائزہ، قائمہ، زائچہ،
کائنات، آئنہ ،آئینہ، آئین، تائید، پائیں، پائنتی،
کائیاں، دائیں، بائیں۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جہاں جہاں ”ہمزہ“ آیا ہے، وہاں وہاں اُس پر زیر ہے اور یہی پہچان ہے اِس کی کہ یہاں لازماً ”ہمزہ“ لکھا جائے گا۔ مثلاً ایک لفظ ہے ”گا یک“۔ یہ دو طرح تلفظ میں آتا ہے۔ جب اس کو بہ کسرِ حرفِ سوم بولا جائے گا تو لکھا جائے گا ”گائک“ اور جب بہ فتحِ سوم تلفظ میں آئے گا تو ”گا یک“ ہوگا۔

مغلئ اور سرمئ جیسے لفظ

مغلئ اور سرمئ کے انداز کے بہت سے لفظ ہیں۔ اِن سب لفظوں میں آخری ٹکڑا ”ئ“ ہے (ءی) یہ بول چال میں کسی بھی طرح آئیں، ان کو لکھا جائے گا اسی طرح:

فالسئی، پستئی، اگرئی، سرمئی، مغلئی، باچپئی
لچئی، چلنئی، مئی، بڑھئی، گجئی، بھئی
کسنئی، گرئی، مکئی۔

ی۔ یے

’’ی‘‘ اور ’’یے‘‘، ایک ہی حرف کی دو صورتیں ہیں جو لفظ کے آخر میں آتی ہیں۔ اس فرق کے ساتھ کہ ’’ی‘‘ معروف آواز کے لیے آتی ہے۔ جیسے: زندگی، اور یے کبھی مجہول آواز کے لیے آتی ہے، جیسے: کرے اور کبھی اس کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے۔

(ا)

الف:

جب لفظ کے آخر میں ’’ہائے مختفی‘‘ ہوتی ہے تو محرف صورت میں۔ اُس لفظ کے آخر میں ’’یے‘‘ آ جاتی ہے۔ جیسے کعبہ اور کعبے سے۔ اِسی طرح چار دروازے اور دو راستے۔ اس کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے کہ ایسی صورت میں ہمیشہ لفظ کو ’’ہائے‘‘ مجہول کے ساتھ لکھا جائے، ورنہ اِملا غلط ہو جائے گا، یعنی ’’کعبہ میں‘‘ غلط اِملا ہے۔ صحیح اِملا ہے ’’کعبے میں‘‘ کچھ لفظوں کے آخر کا ’’الف‘‘ بھی محرف صورت میں ’’یے‘‘ سے بدل جاتا ہے، جیسے: گھوڑا، اور گھوڑے پر، سہارا، اور سہارے کے بغیر۔

ب:

بُرقع، موقع، مطلع، مقطع، مصرع، موضع، مجمع،
مقنع، مطبع

یہ نو لفظ ہیں۔ جمع کی صورت میں نیز محرف صورت میں اِن کے آخر میں ''یے'' کا اضافہ کیا جائے گا۔ جیسے: مطلعے میں، مقطعے سے، موقعے پر، چار مصرعے، دو بُرقعے۔

''وں'' کے ساتھ جب ان کی جمع بنے گی، تب ''ع'' کے آگے ''وں'' کا اضافہ کر دیا جائے گا، جیسے: مجمعوں میں، موقعوں پر، مطبعوں کا کام، مصرعوں کا شمار وغیرہ۔

''مصرعے'' لکھا جائے گا، یا ''مصرعوں''، دونوں صورتوں میں ''ع'' تلفظ میں الگ سے نہیں آتا، بلکہ ''یے'' اور ''و'' میں آمیز ہو جاتا ہے، مگر اِس کو لکھا ضرور جائے گا۔ اب اِن کی صورت یہ ہوگی:

مصرع، مصرعے، مصرعوں۔ مقطع، مقطعے، مقطعوں۔
مطلع، مطلعے، مطلعوں۔

''ی'' اور زیر کا استعمال۔

انگریزی کے ایسے بہت سے لفظ اُردو میں مستعمل ہیں جن کو لکھتے وقت یہ اُلجھن پیدا ہوتی ہے کہ فلاں حرف کے بعد ''ی'' لکھنا چاہیے، یا اس پر زیر مان لینا کافی ہوگا۔ مثلاً کچھ لوگ ''ایڈیٹر'' لکھتے ہیں اور کچھ ''اِڈیٹر'' کو صحیح سمجھتے ہیں۔ مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ''ڈال'' کے بعد ''ی'' ہے، اس سے یہ اُصول ہاتھ آیا کہ ایسے لفظوں میں جب حرف پر دباؤ زیادہ ہو تو اس کے بعد ''ی'' لکھنا چاہیے اور اگر دباو ہلکا ہو تو زیر کافی ہوگا۔ ایسے کچھ لفظ یہ ہیں:

پبلشر، کلاسکی، کیرکٹر، ڈائرکٹر، ڈِزائن، ڈرائنگ۔
اڈیٹر، اڈیشنل، اڈیشن، اِمپائر، اِگزامنر، اڈیسن،

اِس کے برخلاف، مندرجہ ذیل لفظ مع اضافہ ''یا'' سننے میں آتے ہیں:

پروفیسر، پریسیڈنٹ، پالیسی، یونی ورسٹی،
کیمپ، ایڈوکیٹ۔

* * *

گنتیاں

(الف):

چھے، اِس کو پہلے ''چھہ'' بھی لکھا جاتا تھا۔ اب کچھ لوگ اس کو ''چھ'' لکھتے ہیں، مگر ''چھ'' تو کوئی لفظ ہی نہیں ہوا۔ اس کے ساتھ جب تک کسی اور حرف کو شامل نہ کیا جائے، اس وقت تک یہ حرکت کو قبول کر ہی نہیں سکتا۔ جیسے ایک لفظ ہے: پوچھ، اس میں آخری ٹکڑا ''چھ'' ہے۔ اِس طرح تو یہ آ سکتا ہے، ایک مستقل لفظ کے طور پر کیسے آ سکتا ہے؟

مختصر یہ کہ اب اِس لفظ کو ''چھے'' لکھنا چاہیے، جیسے: چھے دن، چھے روپے وغیرہ۔ اِسی سے ''چھماہی'' بنتا ہے، جیسے:

ع : رسم ہے مردے کی چھماہی ایک......

''چھے'' سے چھیوں'' بنے گا۔ جیسے: چھیوں آدمی آ گئے۔ اِسی طرح ''چھیاسٹھ'' اور ''چھیتر'' سب میں ''چھے'' کی ''ی'' باقی رہے گی۔

(ب):

گیارہ سے اٹھارہ تک کی گنتیوں کے آخر میں ''ہ'' ہے (ہائے ملفوظ) ان کے آخر میں

"الف" لکھنا ٹھیک نہیں۔ یعنی صحیح اِملا "بارہ" ہو گا اور "بارا" لکھنا درست نہیں ہو گا۔ ان کو اس طرح لکھا جائے گا:

گیارہ، بارہ، تیرہ، چودہ، پندرہ، سولہ، سترہ،
اٹھارہ۔ د

(ج):

جب اِن سے اعدادِ ترتیبی بنیں گے تو "ہائے ملفوظ"، "ہائے مخلوط" میں بدل جائے گی، جیسے:

بارہ، بارھواں، بارھویں۔

البتہ "اٹھارہ" کو ھ کے بغیر ہی لکھا جائے گا۔ یہ اِسی طرح مستعمل ہے۔ اس میں ایک "ھ" پہلے سے موجود ہے، غالباً اِسی لیے دوسری "ھ" جگہ نہیں بنا پائی۔ اب اعدادِ ترتیبی کی صورت یہ ہوئی:

گیارہ،	گیارھواں،	گیارھویں۔
بارہ،	بارھواں،	بارھویں۔
تیرہ،	تیرھواں،	تیرھویں۔
چودہ،	چودھواں،	چودھویں۔
پندرہ،	پندرھواں،	پندرھویں۔
سولہ،	سولھواں،	سولھویں۔
سترہ،	سترھواں،	سترھویں۔
اٹھارہ،	اٹھارواں،	اٹھارویں۔

(د):

(اعدادِ استغراقی)

گیارھوں، بارھوں، تیرھوں، چودھوں،
پندرھوں، سولھوں، سترھوں، اٹھاروں۔

(ہ):

اُنیس سے اڑتالیس تک کی گنتیوں میں ”س“ سے پہلے ”ی“ ہے۔ کبھی کبھی بعض گنتیوں میں اِس ”ی“ کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور جلدی میں ”اکتالس“ یا ”چونتس“ وغیرہ قلم سے نکل جاتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں۔ اِن سب گنتیوں میں ”س“ سے پہلے ”ی“ لکھی جائے گی:

اکیس، بائیس، تیئیس، وغیرہ۔
اکتیس، بتیس، چونتیس وغیرہ۔
اکتالیس، بیالیس، تینتالیس، چوالیس، وغیرہ۔

(و):

33 34 35 37 45 47 65

اِن سات اعداد کو جب لفظوں میں لکھا جائے گا، تو اِن میں نون غنہ ضرور آئے گا' اس طرح:

تینتیس، چونتیس، پینتیس، سینتیس، پینتالیس، سینتالیس، پینسٹھ۔

(ز):

سیکڑا، سیکڑوں، سیکڑے، ان میں نون غنہ موجود نہیں۔ ان کو ”سینکڑوں“ یا ”سینکڑا“ لکھنا صحیح نہیں۔

(ح):

69 سے 78 تک کی گنتیوں میں سے کچھ میں ہائے مخلوط (ھ) آتی ہے بعض میں ''ہائے ملفوظ'' اور بعض میں ''ہ'' آتی ہی نہیں۔ ان کو اس طرح لکھنا چاہیے:

اُنہتّر، ستّر، اکہتّر، بہتّر، تہتّر، چوہتّر، پچھتّر
چھہتّر، ستتّر، اُٹھتّر۔

(ط):

اعدادِ ترتیبی

''پہلا'' اور ''دوسرا'' سے لے کر ''اُٹھتّر واں'' اور ''اُٹھتّر ویں'' تک اعدادِ ترتیبی کے لکھنے میں کچھ مشکل پیش نہیں آتی، اِس طرح:

گیارھواں، گیارھویں، بیسواں، بیسویں،
اکتیسواں، اکتیسویں، اکیاونواں، اکیانویں۔ (وغیرہ)

البتہ 79 سے 99 تک کچھ اُلجھن ہو سکتی ہے، شاید اِس وجہ سے کہ 79 سے 99 تک کے اعداد اعدادِ ترتیبی کی صورت میں عموماً استعمال میں نہیں آتے، اس بنا پر نامانوس پن کا احساس ہوتا ہے۔ اِس سلسلے میں طریقہ یہ رہے گا کہ 79 سے 99 تک کے اعداد میں ''واں'' اور ''ویں'' کو ملا کر نہیں لکھا جائے گا اور یہ اِس لئے کہ (اور اعدادِ ترتیبی کی طرح) اِن کو ملا کر لکھنے میں عددی وضاحت ذرا کم ہو جاتی ہے اور بعض مواقع پر کسی طرح کا التباس بھی ہو سکتا ہے۔ ان اعداد کی صورت یہ ہوگی:

اُناسی واں، اُناسی ویں، اسّی واں، اسّی ویں،
اکیاسّی واں، اکیاسّی ویں، نواسی واں، نواسی ویں
تک۔

یہ خیال رہے کہ ان سب اعداد میں اعدادِ معین کی ''ی'' تلفظ میں بہت خفیف ہو کر آتی ہے، یعنی ''اکیاسّی واں'' کا تلفظ ''اکیاسواں'' کی طرح ہوتا ہے، مگر اِس ''ی'' کو لکھا ضرور جائے گا اور یہ دفعِ التباس کے لیے ہوگا۔ جیسے: ''پچاسی واں'' کو ''پچاسواں'' لکھا جائے تو اِس کا امکان ہے کہ تشدید کے چھوٹ جانے کی صورت میں اِس کو ''پچاسواں'' سمجھ لیا جائے۔

اِن اعداد کو اگر اس طرح لکھا جائے کہ عدد کو ہندسے کی صورت میں لکھ کر ''واں'' اور ''ویں'' کو اس کے ساتھ لکھا جائے، مثلاً:

90واں اور ''90ویں'' یا ''79واں'' اور ''79ویں'' تو زیادہ مناسب ہوگا۔

(ی):

اُناسی، پچاسی، پچانوے، ننانوے، اِن گنتیوں کو اِسی طرح لکھنا چاہیے۔ اِن میں کبھی ایک ''ی'' بھی شامل کر دی جاتی ہے۔ یعنی اِن کو ''انیاسی، پچیاسی، پچیانوے، ننیانوے'' لکھا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں۔

-☆-

لفظوں کو ملا کر لکھنا

دو لفظوں کو ملا کر نہیں لکھنا چاہیے۔ اُردو میں شوشے، جوڑ، نقطے، حرفوں کی مختلف صورتیں یہ سب کچھ اس قدر اور اس طرح ہے کہ اِن سب کے ساتھ دو یا زیادہ لفظوں کو ملا کر لکھنا، نگاہ کو مزید آزمایش میں مبتلا کرنا اور طالب علم کو حیران کرنا ہے۔

لکھنے اور پڑھنے کی آسانی اِس میں ہے کہ لفظوں کو ملا کر نہ لکھا جائے۔ اِس سے پڑھنے میں آسانی اور لکھنے میں سادگی کا فائدہ حاصل ہوگا۔ زبان صرف اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگوں کے لیے نہیں ہوتی۔ وہ طالب علموں اور کم خواندہ لوگوں کے لیے بھی ہوتی ہے۔ ایک لکھا پڑھا

آدمی ''نیکبخت'' کے پڑھنے میں اُلجھن نہیں محسوس کرے گا، مگر ابتدائی درجوں کے طلبہ اور معمولی سطح کے آدمیوں کو اِس کے پڑھنے میں اُلجھن سے آنکھیں چار کرنا پڑیں گی۔ اِس لیے ضروری ہے کہ مرکب لفظ جو دو یا زیادہ لفظوں سے بنے ہوں، آپس میں ملا کر نہ لکھے جائیں، بل کہ ہمیشہ الگ الگ لکھے جائیں۔ اِس کی پابندی کرنا چاہیے۔

(الف)

دو لفظوں کو ملا کر نہیں لکھا جائے گا، خواہ دو اسم ہوں، جیسے: خوب صورت، کہ اس کو ''خوبصورت'' نہیں لکھنا چاہیے، یا فعل ہوں، جیسے: آئے گا، چل گیا، دیکھیں گے۔ ہر صورت میں فعلوں کے ساتھ ایسے لاحقوں کو الگ لکھا جائے گا۔

(ب)

اِسموں کے ساتھ جو سابقے آتے ہیں، ان کو بھی الگ لکھا جائے گا، جیسے: بہ خوبی، اَن پڑھ، بے ڈھنگا وغیرہ۔

(ج)

کہ، چہ وغیرہ کو بھی الگ لکھا جائے گا، جیسے: کیوں کہ، چناں چہ، بل کہ۔

(د)

جو مفرد لفظ آسانی کے ساتھ ٹکڑوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں، اُن کو علاحدہ لکھا جائے گا، جیسے: بی بی، دَل دَل۔

(ہ)

انگریزی کے لفظوں کو اِس طرح لکھنا چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ٹکڑوں میں تقسیم ہو سکیں، جیسے: یونی ورسٹی، ٹرانس پورٹ۔

اُردو میں مرکبات کی تعداد بہت ہے۔ اِس کے علاوہ، سابقوں اور لاحقوں سے مرکب ہونے والے الفاظ بھی بڑی تعداد میں ہیں۔ ذیل میں محض مثال کے طور پر، ایسے لفظوں کی مختصر سی فہرست پیش کی جاتی ہے:

''بہ'' خواہ لفظ کے شروع میں آئے، یا درمیان میں، اِس کو الگ لکھنا چاہیے۔ اِسی طرح حرفِ نفی ''نہ'' کو بھی ملا کر نہیں لکھنا چاہیے۔ ''بے'' کو بھی کلمے سے ملا کر نہیں لکھنا چاہیے، جیسے:

بہ خدا، بہ نظرِ اصلاح، بہ آسانی، بہ کارِ خاص،
بہ رنگِ غالب، بہ خوبی، بہ ضد ادب، دم بہ دم،
جا بہ جا، تن بہ تقدیر، جاں بہ لب، نام بہ نام،
رو بہ قبلہ، حرف بہ حرف، نو بہ نو، لب بہ لب،
نہ کرو، نہ لکھو، نہ دیکھیں گے، نہ پوچھو،
نہ کہو، نہ جائے، بے دماغ، بے وفا،
بے کلی، بے لگام، بے وجہ، بے وقت،
بے ہوش، بے ہوشی، بے نوا، بے نیاز،
بے نظیر، بے کراں، بے کس، بے کسی،
بے لاگ، بے مروت، بے فائدہ، بے فکرا،
بے طرح، بے قابو، بے قاعدہ بے شرم،

بے شمار، بے ڈھب، بے تاب، بے تابی،
بے بس، بے باک، بے باکی، بے جرم،
بے درد۔

البتہ بجز، بجاے، بفضلہٖ، بہم، بغیر، بعینہٖ، یہ لفظ، مستثنا الفاظ کی حیثیت رکھتے ہیں، کیوں کہ یہ مفرد لفظوں کی طرح بن چکے ہیں، اُن کو اِسی طرح لکھا جائے گا:

اُن کو، اِس کو، مجھ کو، تجھ کو، اُس سے، مجھ سے،
تجھ سے، اِن سے، ہم نے، اُنھوں نے، جب تک، کب تک،
اب تک، ہم پر، اُس پر، اُس کا، اِن کا، کس کا،
وغیرہ۔

جو کلمے سابقوں یا لاحقوں کے طور پر کلمے کے شروع اور آخر میں آتے ہیں، اُن کو ملا کر نہیں لکھنا چاہیے، جیسے:

بیش تر، کم تر، خوب تر، خوش تر

البتہ ''بہتر'' کو اِسی طرح لکھا جائے گا۔

فن کار، قلم کار، دست کار، غارت گر،
ستم گری، کاری گر، بازی گر، طلب گار،
خواست گار، کام گار، خدمت گار، نیل گوں،
گل گوں، ریگ زار، طرب زار، زعفران زار،
باغ بان، فیل بان، گاڑی بان نگہبان،
پری وش، ماہ وش، نام ور، سخن ور
خوف ناک، ہیبت ناک، نم ناک، تاب ناک،

شرم ناک، رزم گاہ، تخت گاہ، عبادت گاہ،
غم کدہ، بت کدہ، آتش کدہ، صنم کدہ،
توپ خانہ، مے خانہ، بت خانہ، خم خانہ،
شراب خانہ، ڈاک خانہ، مہمان خانہ، خاص دان،
قلم دان، پان دان، روشن دان، دانش مند،
عقل مند، حاجت مند، دولت مند، خواہش مند،
کیوں کہ، چوں کہ، جب کہ، بل کہ،
بہ شرطے کہ، غرض کہ، چناں چہ، اَن جان،
اَن پڑھ، اَن داتا، اَن ہونی، شاہ کار،
شاہ راہ، شاہ باز، شاہ خرچ، شاہ رگ،
شہ رگ۔

عام کلمے:

گُل بدن، گُل فام، گُل رنگ، گُل رخ،
گُل قند، نیم خواب، نیم باز، یک مشت،
یک دل، غلط نامہ، سال نامہ، فال نامہ،
اہل کار، امام باڑا، آب دیدہ، خوب صورت،
خوب رو، خوش حال، خوش بو، خوش خبری،
دھرم شالا، دل دادہ، دل کش، دل گیر،
دل پذیر، دل دہی، ذی روح، ذی شان،
زبان داں، زیاں کار، شب خون، شب چراغ،

صاحب دل، صاحب قرآن، صبح دم، طالب علم،
عالی جناب، خوش خط، رس گلا، راج دلارا،
راج کمار، کان پور، جون پور، غازی پور،
سکھ پال، سنگ دل، سال گرہ وغیرہ۔
سرمگیں، شرمگیں، غمگیں، اندوہگیں، ایلچی، مشعلچی، دیگچی،
لڑکپن، بچپن، خاکسار، شرمسار، شاخسار، بازیچہ، غالیچہ،
بیلچہ، دیگچہ، پاسبان؛

جیسے چند لفظ ہیں جو مفرد لفظ بن چکے ہیں، اِن کو اِسی طرح لکھنا چاہیے۔ مگر یہ خیال رہے کہ ایسے گنتی کے چند لفظ ہیں اور بس باقی سب کلموں کو الگ الگ ہی لکھنا چاہیے۔

* * *

اعراب

''اعراب'' سے مراد ہیں: زبر، زیر، پیش اور جزم۔ زبر، زیر پیش کو ''حرکات'' بھی کہتے ہیں۔ اُردو میں عام لفظوں پر زبر، زیر لگانے کا رواج نہ تھا اور نہ ہے مگر اب حالات نے کچھ ایسی صورت پیدا کر دی ہے کہ بہت سے لفظوں پر اعراب کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے۔ عام الفاظ کے علاوہ، بعض مقامات یقیناً ایسے ہیں جہاں اعراب نگاری کو لازم قرار دینا چاہیے۔

ان میں سب سے زیادہ اہمیت اضافت کے زیر کی ہے۔ اضافت کے زیر کو لازماً لگانا چاہیے، جیسے:

موسمِ بہار، دیوِ سفید، زندگیِ فانی۔

وغیرہ۔ اِسی طرح:

اُس، اِس، اُن، اِن، اِدھر، اُدھر۔

ان کلمات میں ''الف'' پر زیر یا پیش ضروری لگانا چاہیے۔ مشکل لفظوں میں یا کم معروف لفظوں میں ضروری مقامات پر اعراب ضرور لگانا چاہیے۔ اِسی طرح، جن لفظوں کے پڑھنے میں کسی طرح کا شبہہ پیدا ہو سکتا ہو، اُن پر بھی اعراب لگانا چاہیے۔ خاص خاص لفظوں پر اعراب لگانے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ لکھنے والے اور پڑھنے والے، دونوں کا ذہن صحت تلفظ کی طرف منتقل ہوتا رہے گا۔ آج کل اِس کی بہت ضرورت ہے۔

◆

علامات

لفظوں کو صحیح پڑھنے کے لیے، ”واو“ اور ”ی“ کے سلسلے میں بعض مقامات پر اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ یہ معلوم ہو کہ ”ی“ یا ”واو“ یہاں معروف ہے یا مجہول۔ اسی طرح نون کے متعلق بھی یہ معلوم ہو کہ یہاں پر غنہ ہے یا ملفوظ۔ بہت سے نئے لفظوں یا کم معروف لفظوں کے سلسلے میں خاص طور پر اس ضرورت کا احساس ہوتا ہے۔

①

”واو“ سے پہلے والے حروف پر اگر پیش ہو اور ”واو“ کھینچ کر پڑھا جائے، تو اس کو ”واوِ معروف“ کہتے ہیں۔ کھینچ کر پڑھنے میں نہ آئے تو وہ ”واوِ مجہول“ ہے۔ ”واو“ معروف کو ظاہر کرنے کے لیے، اس ”واو“ پر اُلٹا پیش بنا دینا چاہیے، جیسے: دوٗر، چوٗر، نوٗر، ”واوِ مجہول“ کے لیے اِس سے پہلے والے حرف پر پیش لگانا کافی ہوگا، جیسے: چُور، گُور، شُور۔

②

”یاے مجہول“ کے لیے اِس سے پہلے والے حرف پر زیر لگایا جا سکتا ہے، جیسے:

بِیر، پِیر، تِیر، شِیر۔

③

طَور، جَور اور پَیر، تَیر جیسے لفظوں میں (جن میں ماقبل ”ی“ مفتوح ہے) ”ی“ اور ”واؤ“ سے پہلے والے حرف پر زبر لگا دینا چاہیے۔

④

نونِ غنہ جب لفظ کے آخر میں آتا ہے تو اُس پر نقطہ نہیں رکھا جاتا ہے جیسے: کہاں، وہاں...... جب وہ لفظ کے بیچ میں ہو، اور ضرورت محسوس ہو تو اس کے اوپر اُلٹا قوس بنا دینا چاہیے: جیسے: گنوار، دانو، چونسا...... جب وہ ساکن ہو اور ضرورت سمجھی جائے، تو اس پر جزم بنا دیا جائے، جیسے: ہنْسی، چنْدن۔

⑤

کچھ لفظ ایسے ہیں جن میں ”واؤ“ لکھنے میں آتا ہے اور پڑھنے میں نہیں آتا، جیسے: خود، خوش۔ اگر کبھی کسی خاص لفظ میں ضرورت محسوس ہو، تو ایسے ”واؤ“ کے نیچے ایک چھوٹی سی لکیر بنا دی جائے، جیسے: خود، خویش، خوراک۔

علامتوں کے متعلق یہ بات خوب سمجھ لینا چاہیے کہ ان کو بے ضرورت استعمال نہ کیا جائے۔ اکثر لفظوں سے عام لوگ واقف ہوا کرتے ہیں۔ زیادہ زبر، زیر یا علامتیں لگانے سے عبارت بوجھل اور بدنما ہو جاتی ہے اور آسانی کے بجائے، کبھی کبھی اُلجھن پیدا ہو سکتی ہے۔ ہاں، جہاں واقعی ضرورت ہو، وہاں اعراب بھی لگانا چاہیے اور علامتوں سے بھی پوری طرح کام لینا چاہیے، بل کہ اُن کو لازم سمجھنا چاہیے۔

فائدہ:

تشدید بھی ایک طرح کی علامت ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اِس حرف کی

تکرار ہے۔ یہ علامت، حرف کی قائم مقام ہوتی ہے (مدت = مددت) بہت سے لفظ ایسے ہیں جن کو تشدید کے بغیر بھی صحیح طور پر پڑھ لیا جاتا ہے، مگر اچھا یہی ہوگا کہ اِس کو التزام کے ساتھ لکھا جائے۔ بہت سے لفظ ہیں جو مع تشدید بھی درست ہیں اور بلا تشدید بھی، جیسے: ندّی اور ندی۔ ایسے لفظ بھی ہیں جن میں تشدید کے ہونے یا نہ ہونے سے معنوی فرق آ جاتا ہے، جیسے: ردی اور ردّی۔ ''زندگی فانی'' اگر شعر میں آیا ہے اور اس کو ''زندگی فانی'' ہی لکھا جائے تو ظاہر ہے کہ ٹھیک نہیں ہوگا۔ بہ ہر صورت، تشدید کو ضرور لکھنا چاہیے:

* * *

رموزِ اوقاف

اوقاف، ان علامتوں کو کہتے ہیں جن کی مدد سے جملے کو اور جملے کے مختلف اجزا کو صحیح طور پر سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اِن کا استعمال ضروری ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ اضافت کے زیر اور کاما کو اگر صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو اکثر اوقات پڑھنے والے کو عبارت اور اشعار کے مطالب و مفاہیم کے سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ان علامتوں کو پابندی سے استعمال کرنا چاہیے۔ یہ علامتیں حسب ذیل ہیں:

	اُردو نام	انگریزی نام	علامت
①	سکتہ	Comma	،
②	وقفہ	Semicolan	؛
③	رابطہ	Colon	:
④	ختمہ	Fullstop	۔
⑤	سوالیہ	Sign of introgation	؟
⑥	ندائیہ، فجائیہ	Sign of exclemation	!
⑦	قوسین	Brackets	( )
⑧	واوین	Inverted commas	“ ”

① سکتہ:

اِس علامت کا انگریزی نام ''کاما'' زیادہ مشہور ہے۔ ''کاما'' کا استعمال بہت ضروری ہے۔ اِس سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ عبارت کے ٹکڑے ایک دوسرے سے اِس طرح مل نہیں پاتے کہ مطلب خبط ہو جائے۔ جب بھی ایسے لفظ یک جا ہو جائیں جن کو ایک دوسرے سے الگ کیا جانا ضروری ہو تو وہاں ''کاما'' کو ضرور استعمال کرنا چاہیے۔ یہ علامت خاص طور سے ایسے موقعوں پر استعمال میں آتی ہے:

① جب دو یا زیادہ ایک ہی قسم کے کلمے ایک ساتھ آئیں۔ ایسی صورت میں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ پہلے ایک یا دو لفظوں کے بیچ میں ''کاما'' آتا ہے اور آخری لفظ سے پہلے ''اور'' ''یا'' آتا ہے، جیسے: یہ کتاب مفید، نصیحت آموز اور آسان ہے۔ لاہور، فیصل آباد اور کراچی میں بھی میں نے تلاش کیا۔ وہ تو بہت سمجھ دار، ذہین اور بااخلاق ہیں۔

② ندائیہ لفظوں کے بعد جیسے: جنابِ صدر! خواتین وحضرات! اے ماؤ، بہنو، بیٹیو!

③ مختلف ٹکڑوں کے بیچ میں، جیسے: صبح ہو کہ شام، اللہ کو یاد کرنا چاہیے۔ آندھی ہو کہ پانی، روشنی ہو یا اندھیرا، تنہائی ہو یا محفل، کسی بھی حالت میں اخلاق اور سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

④ ایک ہی ڈھنگ کے جملوں کے بیچ میں، جیسے: میں یہاں آیا، وہاں گیا، غرض سارا دن پھرتا رہا۔ کھیلنے کے وقت کھیلو، پڑھنے کے وقت پڑھو۔ ''کاما'' بہت سے مقامات پر استعمال میں آتا ہے، مندرجہ ذیل مثالوں سے اِس کے استعمال کا بہ خوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے:

ہمایوں، ایران سے واپس آیا تھا۔ بابر، ہندوستان کا بادشاہ بن گیا۔ جب وہ چلے گئے، تو میں تمہارے پاس آیا۔ جس شخص نے مجھ سے یہ سب باتیں کہیں، اِس کا نام میں نہیں بتاؤں

گا۔ جس نے اُس سے جھگڑا کیا، وہ پریشانی میں پڑا۔ وہ شخص ہے تو بے وقوف، مگر ہے ایمان دار۔ اُن کو یہاں سب کچھ مل جاتا ہے، پھر وہ کہیں اور کیوں جائیں۔ وہ چھڑی ہاتھ میں لے، نکل کھڑا ہوا۔ وہ کتاب، حالی کی ہے۔ مولانا حالی، مسدس کے مصنف ہیں۔

اشعار میں ایسے مقامات پر ”کاما“ ضرور لگانا چاہیے جہاں لفظ آگے پیچھے ہو گئے ہوں یا ٹکڑوں کو الگ الگ کر دینے سے، مفہوم واضح ہو سکتا ہو، جیسے چند اشعار:

ہے آدمی، بجائے خود، اک محشرِ خیال
ہم انجمن سمجھتے ہیں، خلوت ہی کیوں نہ ہو

دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں
بیٹھے ہیں رہ گزر پہ ہم، غیر ہمیں اُٹھائے کیوں

ع نہیں بہار کو فرصت، نہ ہو، بہار تو ہے۔

کاما جسے ”سکتہ“ بھی کہتے ہیں، یہ چھوٹے ٹھہراو کو ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے۔ جب زیادہ ٹھہراو کا محل ہو، تو ”وقفہ“ استعمال کرنا چاہیے، جسے ”سیمی کولن“ بھی کہتے ہیں۔

-☆-

② وقفہ:

جب کئی لفظوں کے بیچ میں ”کاما“ ہو، تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آخری ٹکڑے سے پہلے طویل وقفے کا محل معلوم ہوتا ہے' ایسے موقعوں پر آخری ٹکڑے کے بعد وقفہ لانا چاہیے، جیسے: سچائی، خلوص، ایمان داری؛ اِن سب کی ضرورت اُن کو نہیں۔

اس کی ایک دوسری صورت یہ ہوتی ہے:

کراچی، حیدرآباد، نواب شاہ؛ صوبہ سندھ میں ہیں۔ حالی کی مسدس، یادگارِ غالب، حیاتِ جاوید؛ شبلی کی الفاروق، سیرت النبی ﷺ، حسین آزاد کی آبِ حیات، دربارِ اکبری، قصصِ ہند؛ بار بار پڑھنے کی کتابیں ہیں۔ جو کرے گا، سو پائے گا؛ جو بوئے گا، سو کاٹے گا۔ آنا، تو خفا آنا؛ جانا، تو رُلا جانا۔

* * *

③ رابطہ:

کسی کا قول نقل کیا جائے، کسی اقتباس کو لکھا جائے، نظم یا نثر کی تشریح کی جائے؛ ایسے موقعوں پر اس علامت کو استعمال کیا جاتا ہے، اسی طرح مثالوں سے پہلے لفظوں کے معانی لکھنے سے پہلے شعر یا مصرعے کا حوالہ دینے سے پہلے، اس علامت کو لایا جاتا ہے۔ جیسے:

ہندستان کے مشہور شاعر یہ ہیں: میر، غالب، اقبال۔
مومن کا یہ شعر: تم مرے پاس ہوتے ہو گویا۔۔۔
غالب نے ایک خط میں لکھا ہے: مغل کے لہجے کی نقل نہ کرو۔۔۔

* * *

④ ختمہ:

یہ علامت، جسے عام طور پر ''ڈیش'' کہتے ہیں؛ جملے کے خاتمے پر لگائی جاتی ہے، جیسے: میں وہاں گیا تھا۔ انگریزی کے مخففات کے بعد بھی یہ علامت لگا دیتے ہیں، جیسے: کے۔ سی۔ آئی۔

* * *

⑤ واوین:

جب کسی کا قول، اُسی کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے، تو اُس کے شروع میں اور آخر میں یہ علامت لاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ یہ حصہ، باقی عبارت سے الگ ہے اور کسی دوسرے سے تعلق رکھتا ہے۔

اِسی طرح کسی مشہور شعر کے کسی ٹکڑے کو کسی خاص ترکیب کو، یا نثر کے کسی خاص ٹکڑے کو جب اپنی عبارت میں کھپاتے ہیں تو اُس کو ممتاز کرنے کے لیے "واوین" میں مقید کر دیتے ہیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی لفظ یا مجموعۂ الفاظ کو ایک خاص معنی میں، یا ایک خاص طرح استعمال کیا گیا ہے، اور پڑھنے والوں کی توجہ کو اُس خاص معنویت یا خاص انداز استعمال کی طرف مبذول کرانا مقصود ہے: اِس صورت میں بھی اُن الفاظ یا اُس لفظ کو "واوین" میں لاتے ہیں۔ کبھی بعض اصطلاحوں کو بھی "واوین" میں لکھا جاتا ہے، تاکہ وہ اس عبارت میں آمیز نہ ہونے پائیں۔

⑥ ندائیہ:

یہ علامت مناداکے ساتھ لائی جاتی ہے، جیسے: مومن! یہ لافِ الفت تقوا ہے کیوں، مگر دِلی میں کوئی دشمن ایماں نہیں رہا؟

اِس صورت میں اِس کو "ندائیہ" کہیں گے۔ جب یہ علامت اُن الفاظ یا جملوں کے بعد آتی ہے، جن سے کوئی جذبہ ظاہر کرنا ہوتا ہے، جیسے: غصہ، حقارت، نفرت، خوف، غم؛ تو اس کو "فجائیہ" کہا جاتا ہے۔ جذبے کی شدت کی مناسبت سے، ایک سے زیادہ علامتیں بھی لگا دیتے ہیں۔

جیسے: اُفوہ! سخت تکلیف ہے۔ بس صاحب! بس!! وہ اور رحم!۔ میں اور بزم مے سے

یوں تشنہ کام آؤں! افسوس، صد افسوس! آج وہ شخص بھی دنیا سے اُٹھ گیا۔

⑦ سوالیہ:

سوالیہ جملے کے آخر میں یہ علامت آتی ہے، جیسے: کیا بات ہے؟ تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اُس نے کیا کہا؟ اب کس کی باری ہے؟

⑧ قوسین:

عام طور پر جملہ ٔ معترضہ کو قوسین میں لکھا جاتا ہے، جیسے: محمد علی صاحب (جن کے بڑے بھائی، ملتان میں تحصیل دار ہیں) کل یہاں آئے تھے۔

کبھی دوسرے شخص کی عبارت کو بھی قوسین میں لکھتے ہیں۔

* * *

ضمیمہ الفاظ (متفرق الفاظ)

اس ضمیمے میں ایسے لفظوں کی فہرست دی گئی ہے جن کے اِملا کے متعلق طلبہ کو شک ہو سکتا ہے۔ اِس کتاب میں جو الفاظ آئے ہیں، اُن کے علاوہ اور کچھ لفظوں کو بھی ضمیمے میں شامل کر لیا گیا ہے۔ کچھ لفظوں کے معانی بھی لکھ دیئے گئے ہیں اور بہت سے مقامات پر حرکات بھی لگا دی گئی ہیں، تاکہ فائدے کا دائرہ وسیع ہو سکے اور طلبہ آسانی کے ساتھ لفظوں کا صحیح اِملا معلوم کر سکیں۔

آبگینہ (شیشہ، آئینہ)	آزوقہ (تھوڑی غذا)	آبلہ، آبلے
آرا (لکڑی چیرنے والا)	آسایش	آبنائے
آراستہ	آسیا (چکّی)	آب ودانہ
آرایش	آسیہ (فرعون کی بی بی کا نام)	آرایشی
آشکار (ظاہر)	آبیاری (سچائی)	آرٹکل
آبِ حیات	آب خوار	آزر
آبِ شور	آخون (استاد)	آزمایش
آذر (آگ)	آزمایشی	آذربایجان
آشکار	آپ ہی آپ	آرڈر

آبا (اَب کی جمع، باپ دادا)	آثم (گنہگار)	آریا
آباواجداد (باپ دادا)	آخاہ (اَخاہ)	آڑھت
آبائی (خاندانی چیز)	نکما	آڑھتیا
آفتابہ (ایک طرح کا پرانا لوٹا)	آہا، آہا (خوشی کا نعرہ)	اَتھاہ
آئین	اٹکاؤ	اٹلس
آیئے (آ ء ی ے)	اٹھارہ	آیندہ*
اٹھاروں	آگرہ	آیہ آیت
اُٹھائی گیرا	آلائش	آیے (آیہ کی جمع)
اُٹھبتر	آلہ (جمع: آلات)	اِبتذال (بےقدری ہلکا پن)
آلا (کچا زخم، ہرا زخم)	اَبرہ	آمُرزِش (بخشش)
اِسرار (بھید)	اَدوان (ادوائن)	اِرث (ترکہ)
اسکول	ادویہ	اَرذل (بہت گھٹیا)
اَسلحہ جات	اُدھم	اِسماعیل
اَدھن	ارغوان (سرخ رنگ)	اَش اَش
اَدھنا	ارگجا (ایک مرکب)	اُشغلا (فساد والی بات)
اَدھیلا	اَرنی	اَصالت
اَڈا	اڑتالیس	اِضرار (تاکید، ضد، تکرار)
اِڈیٹر	اڑتیس	اُضطرلاب
اَصطبل	اِڈیشن	اَڑیل

اَصلاً (ہرگز)	اِڈیشنل	اِزالہ (دُ (زائل کرنا)
اِضطرار (بے اختیاری)	اِذعان (یقین کرنا)	اِزدِحام (بھیڑ، ہجوم)
اِطریفل	اُلجھاو	امروہہ
اَطلس	اِلحاح (اِلتجا، خوشامد)	اِنا البحر
اِجارہ	آمُرزگار (بخشنے والا)	اَبلہ (بےوقوف)
اجرا	آملہ	اِجرائے ڈگری
آموختہ (پڑھا ہوا)	ابوذر (ایک صحابی کا نام	اچمبھا
آنا	احتراز (پرہیز کرنا)	آناً فاناً
اُپاے	احتساب (حساب لینا)	آنسو، آنسوؤں
اُپلا	اِحتمال (شک)	آنکڑا
اَتا پَتا	اِحتیاج (حاجت)	اُتار
اِحرام باندھنا	آنچنی پانکتی	اُتار چڑھاؤ
اَحمر	آنولا (آملہ)	اتالیق
اَحول (جو ایک چیز کو دو دیکھے)	آئینہ	اُتاولا
اَحیاناً (اتفاقاً)	آوا	اتائی
اِختراع (نئی بات پیدا کرنا)	اِختلاط (میل جول)	آویزہ
اَخذ	اَذفر (خالص)	اَزرَق (نیلا رنگ)
اَخضر (جس کا رنگ ہرا ہو)	اخلاطِ اربعہ (خون، صفرا) اَذکار (ذکر کی جمع)	اوٹ (پردہ)

اَزہر (بہت روشن)	اِخیافی	اِذن (اجازت، حکم)
اژدہا	اَذہان	اَخیار
اَذِیت	اَژدھات (مرکب دھات)	اَزہار (کلیاں)
اُداسا (بوریا بستر)	اربع (چار)	اُدبا (ادیب کی جمع)
اَربعین (چالیس)	اُدعیہ (دعا کی جمع)	اِرتباط (میل جول)
اسپشل	اَدلا (ٹانگ کا بے ریشہ گوشت)	آنتیں
اُسترہ	ادلا بدلا	اِرتعاش
اِسحاق	ادنا	ارتفاع (بلندی)
اُعجوبہ	اناونسر	اعزا
اسٹیشن	انبساط	اعلا
انبوہ (ہجوم)	اَعما (اندھا)	انبیا
اغماض (چشم پوشی)	اِلف لیلہ	اُنتالیس
اَغن (نام)	اُنتیس	افزائش
اللہ	اُنثیٰ	اُفوہ
الٰہ	اَقصا	الٰہی
اندرسا	اکا	الٰہیات
انگارا	اکاونٹنٹ	اِلٰہیہ
انگیا	اِک درا	اُنھتر
اِکسپورٹ	امام باڑا	اُورکوٹ
اِکسٹرا	امانتاً	اولوالابصار

اِک منزلا	اَمبالہ	اود بلاؤ
اکیس	امبر	اَولا (بہت بہتر)
گرَئی	اِمپائر	اُولاد
اگزامنر	امپورٹ	اِہرام مصر
اِلاچی (الاَیچی)	امپیریل	ایجوکیشن
اِلاؤ	اَمت الزہرا	ایجی ٹیشن
الاؤنس	اَمچور	ایڈرس
اِلتباس (شک پڑنا)	امراوتی	ایڈوکیٹ
بَرات	ایذا	باولا
بُرادہ	ایریہ	بائبل
برامدا	بائیس	براءت (بیزاری، بچاؤ)
بابت	بائیسکل	باٹ (اُوزان)
بائیکاٹ	برائے	باٹا
بتاشا	برتا	باجا
بتیس	برتاؤ	بٹا،
برخاست	باجرا	بٹنا
بَردہ (غلام)	بارہ	بٹائی
بَرزخ	بارہ دری	بجائے
بَرشکال	باڑ	بجرا
بَرص (ایک بیماری)	باڑا (جیسے امام باڑا)	بچارا

بُرقع	باڑھ (دریا کی طغیانی)	بچاو
برقنداز	بچکانا	بَرگا
بچھو	برگیڈیر	برما
بازو	بخشالیش	بڑھئی
باشہ (ایک شکاری پرندہ) بخیہ	بزاز	بدراہ
باعث	بدرالجا	بُزدلا
بانٹ	بدلا	بَزَریا
بانہیں	ہدیہ	بِساط
باو	بِساطی	باوگولا (قولنج کا درد)
بَذلہ (لطیفہ)	بَستہ	بےکل
بَسوا	بنگلیا	بھٹیارا
بسولا	بِنتا	بھُجنگا
بُشرا	بنولا	بھُجیا
بَطحا	بھچ بھچانا	بُوا
بھراو	بقاءاللہ	بُوانا
بھرتا	بقایا	بھروسا
بھائی	بُقعہ (جگہ)	بھکاری
بِقیہ	بہاو	بھل بھل
بکاولی	بھاوتاو	بھل بھلانا
بگلا	بہاءالدین	بگولا

بھنبُوڑنا	بَلا	بھبک
بُلبلا	بھپکا	بھُنکنا
بُل عجب	بَھبکانا	بَہو
فضول	بَھبوت	بھوبَل
بُل ہوس	بَھبوکا	بَھوچکا
بَمبوق	بَھپارا	بھوسا
بناوسنگار	بَھتا	بَھوں
بنجارا	بَھٹا	بُھونپو
بُندا	بُھٹا،	بَھونچال
بنفشہ	بَھٹی	بھَی (بھائی کا مخفف)
بنگلا	بُھٹی	بھیجا
بھچنا	پارلی منٹ	پائِل
بھیک	پارہ	پائے مال
بیوپار	پارینہ (پُرانا)	پایِندہ، پایندگی
بَیپاری، بیوپاری	پایہ، پایے، پایوں	بیچ بچاو
پالا	پبلشر	بیر
پالیسی	پپوٹا	پانسا
پپیتا	پیڑا	پانو، پانوَں
پتا	بیگھا	پائنیر
پتا	پاو (سیر کا چوتھائی حصہ)	پَتّا

بَیضا (روشن سفید)	پاوڈر	پُتلا
بَیضہ (انڈا)	پاونڈ	پَتنگا
بیلا،	پائنتی	پتھراو
پائنچا	پَتیلا	بے مایہ
پاؤ (پانا کا فعال)	پپوٹا	پٹا ایک قسم کے فن سپہ گری کا نام
پایے (پا ءی ے)	پٹا (حلقہ جو پالتو جانوروں کے گلے میں ڈالتے ہیں)	پوپلا
بے مائیگی	پائے بند	بیوپار
پائے بوس	پائے تخت	پایجامہ
پٹے (سر کے دونوں طرف لٹکے بال) پَتابہ (وہ چمڑا جس کو جوتے میں رکھتے ہیں)	پٹاخا	پٹکا
پایدار	پال	پایداری
پٹاخا	پارا	پائے دان
پٹارا	پارچہ جات	پائے گاہ
پڑاو	پَٹکا	پچھوانا
پریکٹس	پذیر، پذیرائی	پڑاو
پٹھا (نو عمر، پہلوانوں کی اصطلاح میں شاگرد)	پُرا (محلّہ بستی)	پَرا (سلسلہ قطار)

پڑوا	پَرا (گروہ، غول)	پڑوس
پڑوسی	پراگندگی	پڑوسن
پراگندہ	پڑیا	پرائمری
پژمردہ	پَٹوا	پستہ
پَٹیلا	پَرتلا	پستئی
پُٹھین	پرچہ	پَسندا
پیچ دار	پَرچھاواں	پیچ گوشیا
پرچھائیں	پسینا	پیچ لڑا
پَردہ	پُشتارہ	پُرسا
پُختہ	پیچ منزلہ	پرکالہ
پشمینہ	پچارا	پرگنہ
پَلا	پچانوے	پرنالا
پچاسی	پُروا	پچھتانا
پَروا	پچھتاوا	پَروانہ جات
پچھوا (پچھّم کی ہوا)	پروفیسر	پچھیاو
پِلا	پھپس	پھیپڑا
پُلاوَ	پَھپولا	پھیکا
پَلاوَ (پلاءو)	پھپوندی	پھیکی
پُلندا	پَھٹ پھٹانا	پیادہ

پَلہ (مرتبہ، ترازو کا پلہ) پَھٹ پھٹیا	پیالہ	پیلا
پُلیا	پُھد پُھدانا	پیاؤ (پانی پینے کی جگہ)
پَنا	پُھر پُھرانا	پپیا
پَن بھتا	پُھریری	پَتابا (چمڑا جس کو جوتے میں رکھتے ہیں)
پنجہ	پھڑ پھڑانا	پنچایت
پُھل جھڑی	پَیترا	پنچایتی
پہنچ	پیدائش	پَن سیرا
پہنچنا	پیرایہ	پیرایے، پیرایوں
پوائنٹ	پہنچا	پَسا
پوتا	پہنچی	پَیمائش
پُوٹا	پھنسا	پیانتالیس
پوچھنا	پھنکنا	پھنکوانا
پھینکنا	پینتیس	پولیٹیکل
پھینک پھانک	پینٹھ	پُونچھنا
پُھسکنا	پَینسٹھ	پیٹھا (ایک پھول)
پُھنکنی	پیے، پیو، پییں	پہاڑا
پُھوار	تارا	پھانسی
پھوپا	پھوپی	تازیانہ (کوڑا)

پھاوڑا	پھوہڑ،	تاشا
پھاہا	پہیا، پہیے، پہیوں	تالا
تانگا	تخَیل	تعَرض (روکنا)
تانے تشنے	تذَبذُب	تعریض
تاو (حرارت)	ترارا	تراہا
تعزیت	تاوَ (تاءو) چچا	ترائی
تعزیر	تاوُ (تاءو) تانا کا فعل	تر پولیا
تعزیہ	تبادلہ	تُرئی
تعلی	تبارا	تڑاق
تعویذ	تباشیر	تڑاق پڑاق
تعین (مقرر کرنا)	تبرا	تڑاقا
تغیر (بدل دینا)	تپاں	تزکیہ
تفحص (تلاش)	تپش	تزویر (مکر، فریب)
تفویض (سونپنا)	تزئین (آراستہ کرنا)	تقاضا
تسالا	تتمہ (خاتمہ، ضمیمہ)	تسامُح (سہو، بھول)
تثلیث (تین حصوں میں تقسیم کرنا)		تساہل (سستی، غفلت)
تسلا	تقوا	تسمہ
تکا بوٹی	تشت	تکا
تحت الثرا	تشتری	تکذیب (جھُٹلانا)

تحریف	تصحیح	تکلا
تحشیہ (حاشیہ لکھنا)	تصریح (واضح بیان کرنا) تکمہ	تضیع (برباد کردینا)
تختہ	تضحیک	تِکونا
تخلیہ	تِکونیا	تخمیناً
تعالا	تلاطم	تلاو (تالاب)
تنبورہ	تہ دار	تھاہ
تلمیذ	تُھتانا	تِلَنگا
تنقیص،	تُھوکار	تلوا، تلوے، تلووں
تنقِیہ (صاف کرنا)	تُھوکارنا	تلوائی تلائی
تہذیب	تلواں	تہران
تماچا، تمانچا	تِنکا	تہس نہس
تمازت	تنوع (طرح طرح کا)	تھکا ماندا
تماشا	تتہ	تُھک تُھکانا
تماہا	تھکم تُھکا	تمباکو
توأم (جڑواں)	تھگلی	تمبو
تُوبڑا	تہلکہ	تمتع (فائدہ)
توبہ	تمثال	تُوتا
تُہمت	تمثیل	توتیا
تہمد، تہ بند	تُھوا	تمنچا

تودہ	تھوتن	تمزلا
تُوشہ	تھوہَڑ	تمیز
تَوضیح (وضاحت کرنا)	تَہیہ	تمیزن (نام)
تَولا	تیار، تیاری	تنازُع
تولیا، تولیے، تولیوں	تیجا	تَناقض (ایک دوسرے کی ضد ہونا)
تَہ	تینتالیس	تَناو
تَہ کرنا	تینتیس	تِیرہ
ٹھیٹ	تیرہ (سیاہ)	ٹھیکرا
تیرہ وتار (اندھیرا)	ٹُوٹکا	تیشہ
ٹُولا (محلّہ بستی)	ٹیکا	تیغا (چھوٹی، چوڑی تلوار)
ٹھاٹ	ٹیلی ویژن	ٹُیاں
ٹھانسنا	ٹھونسنا،	ٹھنسنا
تیوَر	ٹُھنسانا	ثِقات (ثِقہ کی جمع)
تیوری	ٹھونس ٹھانس	ثقاہت (ثقہ ہونا)
تیوہار	ٹھانو (جگہ)	ثِقَہ (معتبر آدی)
تِیہا	ٹھَپا	تیکیس
ٹَھٹ	ثَمن (قیمت، مول)	ٹھٹرنا
ثناءالحق	ٹانکا	ٹھٹک
ٹھٹکنا	ثناءاللہ	ٹانکنا

ٹنکانا	ٹنکوانا	ٹھُول
ٹنکائی، ٹنکوائی	ٹھیڑا	جاذِب
ٹائل	ٹُھنٹ	ٹائٹل
ٹھنڈ	ٹھنڈا	جامہ
ٹخنا	ٹُھوکنا (زدوکوب کرنا)	جانچ، جانچنا
ٹرخانا، ٹرکانا	ٹھونٹ	جانگ، جانگیا
ٹُھونکنا	ٹُھنکنا، ٹھنکوانا	جاے نشین (جانشین)
ٹھَسا	ٹھہراؤ	جُبلی
ٹَکا	ٹُھہَرنا	جَبہہ پیشانی
ٹِکاؤ (ٹکاءو)	ٹوہ	جَھا
ٹکراو	ٹھُوکا	دوزخ
جُذام	جَنیو	جھل جھلاہٹ
جُذامی	جُوا	جَھما جھم
جَذب	جُوار	جِھنجری
جَذر	جُواری	جُھنجلانا
جُرات	جُوالا	جُھنجلاہٹ
جرح	جوڈیشل	جھنجوڑنا
جرگہ	جونیر	جَھن جھنانا
جُھن جُھنا	جَڑاؤ (جڑاءو)	جھابا
جُڑواں	جھانخ	جھوٹ

جُز
جُزئی، جُزئیات
جَزر (سمندر کا اتار)
جُزو
جُزوی
جزیہ
جغرافیہ
جیا
جگہ
جھروکا
جُھکا
جُھل جُھل
جَمعیت
چالیس
چانپ
چانٹا
چاو (ارمان، ناز)
چونا
چائے
چبوترا

جھانجن
جھانجیں
جھانسا
جھانکنا، جھَنکوانا
جھانواں
جھجر
جھجک، جھجکنا
جیے
جُھرجُھری
چادرا
جَماو (جمانا)
جماہی
جُھل جَھلانا
چکّی
چلا (کمان کی تانت)
چلغوزہ
تمنا
چاؤں چاؤں (شورغل)
چمبل
چمپا

جُھونپڑا، جھونپڑی
جُھونج
جُھونجل
جُھونک
جھینکنا
جَئی
جیب
جیو
جُلاہا
جمال گوٹا
جُھکاؤ (جُھکانا مصدر کا فعل)
فیصلہ
چارہ (علاج، تدبیر)
چوطرفا
چوکا
چوگوشیا
چلہ
چونتیس
چونچال
چھاپا

- چَپنا
- چَٹخارا
- چُٹکلا
- چمچہ
- چَرَبہ
- چَرَخہ
- چَرَکا
- چَڑھاو
- چَڑھاوَ
- چسکا
- چغا
- چَوحدا
- چَوراہا
- چَکما
- چِکنَئی
- چُکَوتا
- چھنی
- چَھنواو
- چھوَئی
- چھوَئی موَئی

- چَمپئی
- چل چلاو
- چمپین
- چھانٹنا
- چُناو
- چنداماموں
- چندہ مانگنا
- چوالیس
- چَھٹنا
- چَوپارا
- چھچھورا
- چھچھوندر
- چچھہ
- چَورستا
- چوڑاو
- چوزہ
- حذر (پرہیز بچاؤ)
- حَذف (دور کرنا)
- چھوئے
- گرگٹ

- چھاچھ
- چھالا
- چھالیا
- چھنٹنا، چھنٹوانا
- چھنٹائی
- چھانو
- چھاونی
- چُھبنا
- چھجا
- چِھچھلا
- چَکتا
- چَکلا
- چِھچھے
- چِہرہ
- چھڑکاو
- چَھنا
- حَوض
- چُھوا
- خاکا
- چُھوارا

حربہ (آلہ جنگ)	ٹھُکا (انگوٹھا، ٹھینگا)	بھنگ
چُھوانا	حرز (تعویذ)	پُھوچک
حریرہ	خدمت گزار	چُھپے
حزم (ہوشیاری)	دوراندیشی	خُرد (چھوٹا)
چھیتر	حُزن (غم)	خُردہ (ٹکڑا، ریزگاری)
حُسنا (نام)	خُرسند (خوش)	چیدہ
حِصار	خرسندی	پگڑی
حِصص	خُرم	غالب
حِصہ	بَحرہ	خُرما
چیلا	حَضَر (سفر کے خلاف)	خریطہ (تھیلی)
چیلا	خزف (ٹھیکری)	حضیض (نشیب)
خسارہ	حاذِق (ماہر، کامل)	حظ (عیش، مزہ)
خستہ	حامی	خمیازہ
انگڑائی	بدلہ	پشیمانی
حائل	حلوا	خواستگار
کلمہ تحسین	حُلیہ	خوانچہ
حُجرہ	حمائل	خواہ مخواہ
حَجلہ	حمایتی	خوشنود
حجم	حَوالات	خوشہ (گچھا)
حدیقہ (باغ)	حوالہ جات	خَوض (غور وفکر)

خوناب

خوِیش (اپنا)

خَیاط (درزی)

خَیر سَلا

داخلہ

داخلہ

دادرا

داروغہ

داعیہ (خواہش، اجارہ)

دل آویز

دُلار

دُلارا

دلاسا

دُلائی

داوَد

دائیں بائیں

دباو (دبانا کا حاصل مصدر)

دباوَ

دبدبہ

دُبدھا

درجہ

درخواست

درگزر کرنا

درگزرنا

درماندہ

درماہہ

درندہ

دُرہ (چمڑے کا کوڑا)

دَرہ (دَرہ گھاٹی)

دانو

داہنا

دائر

دائرہ

دائم

دَڑھیل

دلما (ایک قسم کا کھانا)

دِساوری

دَستانہ

دستاویز

دَستہ

دفعتاً

دَفعہ (ایک دفعہ۔ دفعہ 420)

دَفعیہ

دفینہ

دقیانوسی

دقیقہ

دُگنا، دوگنا

دل آرا

دل آرام

دریچہ

دَریز (کپڑا)

دریلی

دریغ

دلائل

دل پذیر

دھموکا (گھونسا)

دلہن

دلیا

دُنبہ

دندانہ

دسہرا
دعوا
دَغدَغا (چھوٹی قندیل)
خوف
دورکعت نماز
دوگونہ
دومحلا
دومنزلا
دومُنہا
دَونا
دونا
دونسلا
دونوں
دوہتڑ
دوہتی
دِہات (دیہات)
دَہانہ
دِیے "دیا" بہ معنی چراغ کی جمع
دھبا
ڈاکا

دوآبہ
دوات
دُوار
دِوالا
دُھوانسا
دُھویں میں
دَھونکنا
دَھونکنی
دیجیے
دیجیو
دیدہ ودانستہ
دیرینہ
دیکھیے (دیکھی ے)
دِیگچہ
دَیوث
دِیے (دینا کا فعل)
دورنگا
دورویہ
دُوسا
دوسالہ

ددوا
دُدھی
دَرپے
دِوالیا
دوانی
دوبارہ
دوبالا
دوپٹا
دوپلا
دوپلی
دوپیازہ
دوچار
دودھیا
دَورا کرنا
دورُخا
دَوردَورا
دُہائی
دیدہ (آنکھ)
دَھچکا
دُہرا

ڈاکو	ڈاکوؤں	دوسوتی
دُہرانا	ڈاکیا	ڈاکیوں
دوشاخہ	دہریا	ڈانٹ
ڈانٹنا	ڈانٹ ڈپٹ	دوشالہ
دَھل دَھلانا	ڈانواڈُول	دوشنبہ
دِہلیز	ڈائرکٹر	دوطرفہ
دھند	دُھندلا	ڈبا
دوغلا	دھندلکا	ڈُباؤ (ڈباءو)
دوفصلا	دُھواں	دُوگانہ (دورکعت نماز)
دُھواں دھار	ڈِبیا	ڈِپارٹ منٹ
ڈھونڈ	ذِمے دار	ڈِپازٹ
ڈھونڈنا	ذوالجلال	ڈِپو
ذکا	ذَکاوت	ذکیہ
ڈھانچا	راہ گزر	رانتا
ڈھانکنا	ذکاءاللہ	رائٹر
ڈھپالی	ذکی	رائفل
رائے	ڈھکنا	ڈھکنی
ذباب	ڈھکن	ڈھکوسلا
مذمت	رائے بہادر	ڈھلاو
ذِمہ	رائیگاں	رزولیوشن

روپیا	روپے	ربیع
رزیڈنٹ	ربیع الاول	رزیڈنسی
روزنامچہ	رَستہ	روزہ
رَپَٹ	رسوئی	روزینہ
رپورٹ	رسوئیا	روضہ
رُپہلا	رَضاعت	روکا
رُپہلی	رَضائی	رُکھائی
رَتوندھا	رِضوان	رُلانا
رَتوندھی	رَطب ویابس (تروخشک) رَوَنا	راتب
رجواڑا	رعایتی	رومال
رِحلت	رفعت وگزشت	رومت الکبرا
رَحم	رفع دفع	رونگٹا
رَحم (بچہ دان)	رفع شر	رویداد، روداد
رُقعہ	رَوَیہ	رقیمہ
رحمان	رُکاو	رہائش
رحمت اللعالمین	رَکشا	ریڈیکل
رحمۃ اللہ علیہ	رُمالی	ریزگاری
رُخصتانہ	رَمنا (چراگاہ، شکارگاہ)	رِیہ
رَخنہ	ردا	رنڈوا

زاوِیہ	رذالا	رُواں
زائچہ	رذالت	کمینہ پن
رواں	زائر	رذیل (کمین، کم ذات)
روئیں دار	زبرجد	رَزمیہ
رُوانسا	زبور (ایک آسمانی کتاب)	زبانہ (شعلہ، لَو)
زبوں (خراب)	ژرف (گہرا)	ستائیس
ژولیدہ (الجھاہوا)	پریشان	ستایش
زَجر (دھمکی)	ستایشی	زَچہ
سترہ	سُترھواں	سترھویں
زَخار	سابودانہ	سترھوں
زرتشت	ساٹن کپڑا	سُتواں
زردا	سادھوؤں (سادھو کی جمع)	سَتوانسا
زکات	ساعی (کوشش کرنے والا)	سُتھراو
زکریاؑ	سانٹھ	ستیہ کام
زُلال (صاف پانی)	سانچا	سانحہ حادثہ
زَنانا	زنخا	ساوتھ
سَتا	زنانہ مکان	ساوتڈ
سحاب (بادل)	زنانہ مدرسہ	ساہتیہ
سدہ	زنجیرہ	سائڈ
ڈھئی دینا	ذوالفقار	ڈراما

ڈَھیا	ذوالقرنین	ڈراونا
ڈھیٹ	ذومعنین (دومعانی والا لفظ)	ذمائم (برائیاں)
ڈراوَر	ڈِھینگلی	ڈِزائن
ڈِیرا	ذیابیطس	ڈاکوٹا
ڈَالا	ذات	راجا
ڈلیا	ذاکر	راجیشور
ڈَنکا	ذائقہ	راجیہ
ڈُوریا	ذبح	راستہ
ڈُولا	ذبیحہ	ریاست
ڈُونگا	ذخیرہ	کتاب
ڈِویژن	ذَرا	راو
ڈھاٹا	ذرہ	راوئی
ڈھادینا	ذُریت	راونڈ
ڈھانا	ذَقن	راہ گزار
سُدھ بُدھ	سائکل	سرائے
زَہرا	سایا (ایک پوشاک)	سَردہ (ایک پھل)
زہراب	(زہر ملا پانی) سایبان	سِرکہ
زہرمُہرہ	سایہ	سرگزشت
زُہرہ	سَبا	سرمایہ، سرمایے
زَہرہ	سُرمہ	زیبائش

سُبحہ (تسبیح)	سُرمئی	زیرہ
سبع (سات)	سِروا	ژالہ (اولا)
سِتارہ	سرھانا	سہانا
سُفرہ (دسترخوان)	سنترا	سیپارہ
سِفلہ (کمین)	سنچائی	سیدھا سادھا
سقا	سَندیا	سیسا (ایک دھات)
سقابہ	سِنکائی	سیکڑا، سیکڑے، سیکڑوں
سکتہ	سینک	سینتالیس
سِکورہ	سنہ	سینتیس
سِکہ	سُوا، سوئی، سوئیاں	سینٹھا
سُلفا	سوارت	سیندور
سوداسُلف	سِوائے	سینیر
سَلما (چاندی سونے کے تار، نام)	سُوتا (سوت)	پوتا
سلیمان	شاخسانہ (مکر، دغا، حجت)	ڈھکوسلا
سَما (آسمان)	سولہ، سوھواں سولھویں	ڈھانپا
سَماں (موقع محل)	کیفیت	شاذ نادر
سویاں	سووی نیئر	شالا
سمجھوتا	شامیانہ	سَمک (ایک مچھلی)
شائبہ	ملاوٹ	آلودگی

سمن	سویمبر	شاید
سِن (عُمر)	سَہہ "سہنا" مصدر کا فعلِ امر	شایِستہ
سموسا	شایستگی	سَموم (بہت گرم ہوا)
سہایک	سہائک	شایگاں
سُناونی (پردیس میں موت کی خبر آنا)	سَہو (بھول)	سانگر (پھلی)
شُبہہ	سنپولا	سیا، سیے، سیئیں
شستابا	سنپولیا	سَیِّآت (بُرائیاں، گناہ)
شحنہ (کوتوال)	سنپیرا	سَیّارہ
شدا (علَم)	شصت (ساٹھ)	شے
صمیم (خالص، سچا)	شطرنج	شیخی خوار
صنادید (بزرگ لوگ)	سردار	شِکارا
شیرہ	صواب (درست)	شُکرانہ
شکسپیر	صَواب دید	شَکرانا
شِیوہ (فصیح و بلیغ)	صوبہ جات	صَوت (آواز)
شکرہ	شِیوہ (طور طریق، انداز)	صوفیہ (صوفی کی جمع)
شکرپارا	صَولت (رُعب)	شکرخورا
صابن	صَوم روزہ	شُکر گُزار
صافا	صَومَعہ (عبادت گاہ)	شُکریہ

صاعِقہ (آسمانی بجلی)	صہبا (شراب)	شُکریے
صبا	صیاد	شُلوکا
صبح خیزیا	صید	شلیتا (ٹاٹ کا بڑا تھیلا)
شمبھو	صَد (سو)	ضائع
شمس الضحی	صَراف	ضَخامت
شمس الہدا	صَرصَر (آندھی)	ضخیم
شِولا	صَرع (مرگی)	ضَرَر (نقصان)
شورا (جیسے مجلس شور)	صریرِ قلم (چلنے کی آواز)	ضِرغام
شوربا	صَعب (سخت)	ضرورتاً
شُورہ پُشت	صَغرا	شہامت (دلیری)
صفیر (آواز)	شہدا	صَلات (نماز)
ضَلالَت	گُم راہی	صُم’’ بُکم’’ (گونگا بہرا)
ضیافت	شُہرہ	صَمصام (تلوار)
ضیاءاللہ	ضیاءالدین	عاطِفَت (مہربانی)
غالیچہ	ضَیغم (شیر)	عائد
غائب	ضَیف (مہمان)	عبادت گزار
غُبارا	ضیق (تنگی، دشواری)	عبداللطیف
گڈمڈ	خراب	گڑبڑ
عُجوبہ	عجیب	غچّا (دھوکا)

طائر	غرارہ کرنا	طبلہ
عذا (رخسار)	غرارا	پوشاک
طرفۃ العَین (لمحہ، دم بھر)	غُرفہ (جھروکا)	عذرا (نام)
طلبہ	عذوبت (لذت شیرنی)	غُرّہ (مہینے کا پہلا دن)
طُمطُراق (کروفر، شان و شوکت)	عُظما (بڑی)	غَرّہ (غُرور)
طَنطَنہ (کروفر)	عظیمن (نام)	غَضنفَر (شیر)
طوبا	عُقبا	غُلا (مٹی کی گولی)
طوعاً کرہاً (چارناچار)	علاحدہ	طولا (جیسے: ید طولا)
علاقہ جات	غلہ	اناج
طومار	علاءالدین	غلتاں (لوٹتا ہوا، لڑھکتا ہوا)
طویلہ	علَی الصَباح (صبح تڑکے)	طٰہٰ
علی العموم (عام طور پر)	غُلغلہ (شہرہ، دھوم)	طیار (اڑنے والا)
علیمن (نام)	غماز (چغل خور)	علل (عِلت کی جمع)
طیارہ	علیٰ ھذا القیاس	غَیظ شدید غصہ
طَیش	عَمرو (نام)	غیظ وغضب
عمر نام	ظِل (سایہ)	عیسٰا، عیسیٰ
فاحش غلطی (شرم ناک غلطی)	علاقہ	ظَن (گمان)
فالسہ	عاشورا	غازہ

فاسِق	فائز	قائم
قَنات	فائق	قبیح (بدصورت)
نازیبا	قُوا (قوت کی جمع)	قورما
فتوا	قلا (قاش)	قَہقَہہ
قُدرتاً	قَہوَہ	قِراءَت
قِیافہ	قِتیں (چالاک، عیار)	قِرطاس (کاغذ)
قیف	فَحوائے کلام (انداز کلام)	قُرعہ (پانسا)
قرما	قِرمِزی (سرخ)	قَیلولہ
فرمایِش	قَرنا (سینگ کا بگل)	قیمہ
فرمایِشی	قَرنفل (لونگ)	قَے
فَضیحت (رسوائی)	ذلت	قَریہ
فطرتاً	قزاق	کاٹ چھانٹ
فِطرہ	قسائی	کاٹھ کباڑ
فَطین (دانا، زیرک)	قَشقَہ (تلک جو ہندو ماتھے پر لگاتے ہیں)	کاٹھ کی ہانڈی
فقہ	کاچھ (دھوتی کا وہ حصہ جو پیچھے گھرسا جاتا ہے)	کاٹھی
فقیہہ	قَصاب	فلیتا
قِصاص (بدلا)	کاذب (جھوٹا)	کامریڈ (ساتھی)

فہمایش	قِصَص (قصہ کی جمع)	کارگزار
فی البدیہ (فوراً، بغیر سوچے کہنا)	قَضِیہ (جھگڑا فساد)	کاوش
کارگزاری	قطامہ (فاحشہ عورت)	کاشکے
فیتا	قفس (پنجرا)	کاگا (کوا)
فیروزہ	قَلیہ	کالک
قُمقُمہ	کاما	قائل
قیص	کانسا (ایک دھات)	کانسٹی ٹیوشن
کڑاڑا (دریا کا بلند کنارہ)	کائنات	کبادہ (کمزور)
کڑھاو	کژدم (بچھو)	کبرا
کسالا (سختی، رنج)	کپڑا لتّا	کسٹوڈین
کتھا	کسرت (ورزش)	کندہ (کھدا ہوا)
کتھا	کِسنئی	کُندہ (موٹی لکڑی کا ٹکڑا)
کشاو	کُشایش	کنکوا
کٹڑا (محلّہ)	کلاسکی	کنگورا
کٹورا	کُلاشجرا	کنگھا
کچاہند	کُلاوہ	گنوارا، گنواری
کُچلا (ایک زہر)	کنواں	گنویں، گنوں
کچھوا	کُلھاڑی	گیاں

کُلبہ (چھوٹی کوٹھڑی)	کُنور	کرانچی
کُلچہ	کُنہ	حقیقت
گُمراہ (سیدھی راہ کے خلاف)	کوا، کوے، کووں	کبریت
کرایہ	کلسا	کواٹر
کرتوت	کلیجا	کونپل
کُرتا	کلیسا	کوچ (روانگی)
گُردا (کُوتی)	کُلیہ	کمبوہ
کرگھا	کمپاؤنڈ	کونچ
کرم کلا	کم خواب (ایک کپڑا)	کریلا
کمرا	کریہہ	گھناونا
کونچیں کانٹا	کوند، کوندا	کھونپ
گاہک، گاہک	کہہ (کہنا کا فعلِ امر)	کھونٹا
گبرو	کھاتا	کھونٹی
کھاجا	کھونچا	گدکا
کھانپ	کھونسا	گتھنا
گھتوانا	گتھواں	کھانچا
کھینچا	گتھ جانا	کھانسنا
کِیا، کیے	گلا	کھتا
گیاں	گُٹکا	کھرونچا

کیچیے، کچیو	گَٹھا	کھڑانو
گَٹھاو	کھڑانووں	کیرکٹر
گھٹنا	گَٹھوانا	گَٹھائی
کھڑوا	کِیسہ	گَٹھوتی، گَٹھوائی
کُھس پُھس	کیشیر	گجّی
کُھسر پُھسر	کِیلا	گزاشتن (چھوڑنا)
کُھک (مفلس)	کیمپ	گذراں (گزرتا ہوا)
کینچلی	گذرگاہ	کھکوڑنا
کیوڑا	گذشتن	کھکیڑ
کیونکے (بہ معنی کیوں کر)	گذشتگان (مرے ہوئے لوگ)	گذشتہ
کھمبا	گذشتہ	گراونڈ
کِھنچنا، کھنچانا	گانٹھ، گانٹھنا	گردنا (بہت موٹی گردن)
کھنچوانا، کھنچاو	گانو، گانووَں	گرستی، گرستن
کھنکارنا	گاو	گرمایش
کھنکنا	گاودی	گِروی
کھن کھنانا	گاے، گائیں، گایوں	گریجویٹ
گَوریا (چرواہا)	گھاس	گُھیاں
گُوارا	گھسیارا	گُئو

گزاردن (ادا کرنا)	گھاو	گئودان
گُزارش (عرض)	گھائل، گھایل	گئوشالا
گُزارنا	گُھٹنا،	گُھٹانا، گُھٹوانا
گُزران	گُھوٹنا	گیارہ، گیارھواں، گیارھویں، گیارھوں
ملبا	مُوذنوں	مہوبا
ملغوبا	مورچا	مہینا
مُلَمَّع	مورخ	مئی
ملیدا	مورخوں	مےَ شراب
منادا	مورخہ	مے صاف
مُنجدھار	مُوزہ	میانا (ایک قسم کی پالکی)
منجھولا، منجھولی	موسا (موسیٰ)	میانہ روی، میانہ قد
درمیانہ	مُنڈاسا (پگڑی)	موسِس
مُنَقا	موضع	مِیر
مُنہ	مُوقر (عزت دار)	مِیلا
مُنہا مُنہ	موقع	مَیل خورا
مِنہدی	مُوکِد (تاکید کرنے والا)	میں نے
منہگا، منہگائی	مُوکد (تاکید کیا گیا)	مِیو
موکدہ	مُنہنال	موکل

مَنھیار	موکلوں	مواخذہ
مولا	مواخذوں	مولانا
موازنہ	موازنوں	مُوَلف
گُزربسر	گچھ پیچ	گُزرنا
گھراو	گٹیاں	گُکھڑو، گوکھرو
گُھگو	گلاَئی	گِھگی
لاسا	گلاوٹ	گِھگیانا
لال (سرخ)	گولائی	گُھماوپھراو
گُلگُلا	گھناونا	گِلہ (شکایت)
گلہ (جھنڈ)	گھنگرو	لالہ (ایک مشہور پھول)
گملا	گھنگریا	لُٹاو (لٹانے والا)
گُنجایش	گھنگنیاں	لچکا
گندا	گھنگولنا	لچھی
گنڈا	گُھونٹنا	لذت
گنڈاسا	گھونسا	لذیذ
گُنیا	گُھونسلا	لِفافہ
گُوالا	گھونگا	لَقلقہ (رعب)
گوتھنا	گھونگٹ	لقمان
گورکھ دھندا	گھونگر	لکھیے، لکھیو

گُمہار	گھنی	لگاو (لگانا کا حاصل مصدر)
لگاؤ (لگانا کا فعل)	مانجھا	تلاش
للّٰہ (للّٰہ)	مانجھی	مُتمتِّع (فائدہ اٹھانے والا)
لمباو	ماننا	مُتنازَع فیہ (جس میں اختلاف ہو)
لنگوٹا	ماوا (جائے پناہ)	ٹھکانا
لنہگا	ماوزی تنگ	مُتنبِّہ (ہوشیار، خبردار)
لُہار	مائل	مُٹ بھیڑ
لُوٹا	مُباح (جائز)	مُثمّن (آٹھ پہلو والا)
لہٰذا	مُبتذل (عام، حقیر)	مُثنا (نقل مطابق اصل)
لہریا	مُباہات (فخر، بڑائی)	شیخی
لیت ولعل (ٹال مٹول) مبدء	مجتبا	(شروع ہونے کی جگہ)
لیجیے، لیجیو	مُجلا (جلا کیا ہوا، چمکایا ہوا)	لیلا
مجلّہ (رسالہ)	لَیلَۃُ القدر	مبدءِ فیاض
مجمع	لیئی	مبدءِ فیض
مجھ کو	لیے (فعل)	مُٹایا
مجھے	عالم فاضل	مجیرا
لیے (حرف جار)	متبنا (لے پالک)	مچلکا
مُتحیّر	حیرت زدہ	مچھندر

مآثر (اچھے آثار)	مُتَذَبذِب	مُحاذی (مقابل)
مابہ الامتیاز (نشان امتیاز)	مُتَضَمِّن (شامل، داخل)	مابہ النزاع (جھگڑے کی بنا)
مُتَعَذِّر (دشوار)	محضر (جس کاغذ پر قاضی کی مہر لگی ہوئی ہو)	محزون
مارکا (جیسے: شیر مارکا)	مُتَعَرِّض (روکنے والا)	مال گزار
مال گزاری	مُعَمّہ	محکمہ جات
مَرغزار (چراگاہ)	مِسَل	مختتانہ
بازپرس	معذور	مُسما
مُحی (مخلوق کو زندہ رکھنے والا)	مُسمات	مرفہ الحال (خوش حال)
مصرع	مصرعے	مصرعوں
مُخاصَمت (آپس میں جھگڑا)	مروتاً	مصطفا
مَخروطی	مرہٹا	مُصفا
مُخمصہ (جھگڑا بکھیڑا)	مُزاحِم (روکنے والا)	مُصَلّا (جانماز)
مُدعا	مُزارِع	مُضائقہ
مُذاکرہ	مُزَخرَف (بناوٹ کی بات) مَضحکہ	مانجنا (صاف کرنا)
مَذلت	ذلت	مِضراب
مَذموم (بُرا)	مَزرَع (مَزرَعہ)	مَضَرَّت (نقصان)
مُذنِب (گناہگار)	مِزائل	مُذَہَّب

مِژگاں	مطیع	مِژہ (پلک)
مطلع	مطلعے	مطلعوں
مِرآت (آئینہ)	مَسا	مطمئن
مُرافعہ (اپیل)	مَسالا	مَع جیسے: مع کتاب وقلم
مُربا	مُستثنا	معائنہ
مربع	مُستغیث (فریادی)	مُعلا
مرتضا	معما	تنفر
مُرخص (رخصت کیا گیا)	مُستفیض	مُغلیٰ
مردانہ	مِقراض	قینچی
مردوا	مسخرہ	مقطع، مقطعے، مقطعوں
مرزئی	مِسرا	مُقفا
مرغا	مُطَح (بچھا ہوا)	مکئی
ناتا	موافق، موافقوں مولفوں	ناڑا
موافقت موافقتوں	مونث	ناشتا
مُوثر	مونثوں	ناشکرا
موچھ	مُوید (تائید کرنے والا)	ناکا (سوئی کا ناکا)
مُودب	مُوذِن	مہوا
ہتھ پھیری	نظر گزر	ہتھ چھٹ
نظیر	واژگوں (اَوندھا)	ہتھنال

واڑوں (اوندھا)	ہتھنی	نقشا
واگذاشت	ہتیار	نقن (نام)
یاسین	ہمالا	ہوا، ہوئی، ہوئے
یحیٰا (یحییٰ)	ہم پایہ، ہم پائگی	یونی ورسٹی
نذرانہ	نُوگزا	ہاتھی
نَذیر	نوک جھونک	ہامی
اقرار	افکار	انوار
نُو	ہائل (ہول ناک)	شدید
نُزہت (بے عیب ہونا)	ہنہ فارسی کے مصدر نہاون (رکھنا) کا فعل امر۔	کثرت
ہائلہ (جیسے: واقعہ ہائلہ)	نَژاد (اصل، نسب، نسل)	فراز
نَوَند (غمگین)	نہتا	ہتی
نشیلا	ہتکڑی	نصارا
نیو	ہتھ پھول	نصیبا
ہم سایہ	ہم سایے	ہم سایوں
واو	ہتیالینا	ہتیلی
ہم سائگی	ہیولا	ہچکولا
ہندستان	ہرج	ہندو، ہندوؤں
ہرجا	ہنڈولا	ہرجانا

ہَیر ڈریسر	افسوس	خرچا
ہُونٹ	ہیئت جمع: ہیآت	ہَونق
نالا	نالہ	نکہت
وائسرائے	ناو	نمایِش
وائے (کلمہ افسوس)	نائب	نمایِشی
وَتیرہ (عادت، شیوہ)	طریقہ	نہاو
نمایِندہ، نمایندگی	وُسطا (جیسے: مشرق وسطا)	وقفہ
نتیجتاً	نمدا	وکٹوریا
نخرا	نمک پارا	ولایتی
وائن	نانو (نام)	نکیلا
دیدا	نو دولتا	مال ضامن (نقدی کی ضمانت دینے والا)
نذر	نورُالہدا	ہاتھ
مال زادہ (سخت گالی)	مال تال (روپیہ پیسہ)	مال اموات (لاوارث مال)

-☆-☆-☆-☆-

ہماری بہترین کتابیں

عربی سیکھئے
الفاظ کا مزاج
ہم اردو کیسے پڑھائیں
درست اردو لکھنا سیکھیں
(صحیح املا)
عبارت کیسے لکھیں
انگلش اردو بول چال
SELF STUDY EDITION
ہمارے محاورے
ہماری کہاوتیں

N 978-969-617-078-5
89696 170785
Code 0382

رابعہ بک ہاؤس
الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ (پاکستان)